رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ ۔ عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا

تار کا پتہ الفضل قادیان

روزنامہ

الفضل قادیان

THE DAILY
ALFAZL, QADIAN

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت ایک آنہ

جلد ۲۳ | مورخہ ۲۹ محرم ۱۳۵۵ھ | یوم چہارشنبہ | مطابق ۲۲ اپریل ۱۹۳۶ء | نمبر ۲۴۴

حضرت کرشن کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کے ایک مضمون کا ہندوؤں کے سنجیدہ طبقہ پر اثر

اس دفعہ یوم التبلیغ کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے ایک مضمون بعنوان "وہی ہمارا کرشن" شائع فرمایا تھا جس میں ہندو بھائیوں کو نہایت دلنشین اور موثر پیرایہ میں اس امر کی طرف توجہ دلائی تھی۔ کہ ان کی مذہب سے بے اعتنائی اس تعلیم سے انہیں بہت دُور لے جا رہی ہے۔ جس پر حضرت کرشن اور رام چندر جی انہیں قائم کرنا چاہتے تھے۔ خدا تعالےٰ کے ان فرستادوں نے کبھی کسی مورتی کے آگے اپنا سر نہ جھکایا۔ نہ کسی بت کے ماتھے پر انہوں نے سیندور لگایا۔ نہ شو جی اور پاربتی کے آگے اپنے ہاتھ جوڑے۔ مگر آج یہ سب کچھ کیا جاتا ہے اور علی الاعلان کیا جاتا ہے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے توجہ دلائی تھی۔ کہ ہندو بھائی غور فرمائیں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا یہی تو نہیں۔ کہ چونکہ خدا تعالےٰ کے زندگی بخش تازہ کلام کے سننے سے انہوں نے اپنے کان بند کر لئے ہیں۔ اور اس تعلیم سے بہت دُور چلے گئے ہیں۔ جو خدا تعالیٰ نے حضرت کرشن اور رام چندر کے ذریعہ نازل کی۔ اس لئے وہ غلط اور صحیح باتوں میں تمیز نہیں کر سکتے۔ فلسفہ اچھی چیز ہے۔ مذہب کے بغیر انسان کی روحانی زندگی کا چارہ نہیں۔ مگر یہ سب چیزیں اسی وقت کام آسکتی ہیں۔ جب ان کی جڑ اس زندگی بخشنے والے درخت سے ملی رہتی ہے۔ جسے خدا کہا جاتا ہے۔ لیکن جب اس تعلق کو منقطع کر لیا جاتا ہے۔ تو جس طرح گلاب کا پھول شاخ سے الگ ہو کر مرجھا جاتا ہے۔ اسی طرح اہل مذاہب پر بھی مردنی اور پژمردگی چھا جاتی ہے۔

مضمون کے آخر میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے لکھا۔ کہ ہندو بھائیوں کو اپنی اس پستی سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ خدا تعالےٰ نے ان کی ترقی اور اصلاح کے لئے نہہ کلنکی اوتار کو قادیان میں بھیج دیا ہے۔ جو عین اس زمانہ میں آیا جس زمانہ میں آنے کی حضرت کرشن علیہ السلام نے اپنے متبعین کو خبر دی تھی۔ اس نے خدا تعالےٰ کے زندہ اور قادر ہونے کا ثبوت ایسے تازہ اور عظیم الشان نشانات کے ذریعہ دیا ہے کہ جن کا کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ آپ نے توجہ دلائی۔ کہ ہندوؤں کو چاہیئے۔ اگر انہیں آپ کے دعوے میں کسی قسم کا شک ہے۔ تو وہ پرماتما سے دُعا کریں۔ کہ "اے پرماتما اگر یہ آدمی جو تیری طرف سے ہونے کا دعوےٰ کرتا ہے۔ اور اپنے آپ کو نہہ کلنک اوتار کہتا ہے۔ اپنے دعوے میں سچا ہے۔ تو اس کے ماننے کی ہم کو توفیق دے۔ اور ہمارے سینہ کو اس پر ایمان لانے کے لئے کھول دے"۔ یہ دُعا اگر خلوص دل سے کی جائے گی۔ تو اللہ تعالےٰ غیبی نشانوں سے آپ کی صداقت ان پر منکشف کر دے گا۔

اس مضمون کا جو محض ہندو بھائیوں کی خیر خواہی۔ اور ان کی اخروی بہبودی کے لئے لکھا گیا۔ شائع ہونا تھا۔ کہ اخبار "ویر بھارت" نے اسے حضرت کرشن کی ہتک قرار دیتے ہوئے بعض اعتراضات کئے۔ حالانکہ نہ اس ٹریکٹ میں کوئی ایک لفظ ایسا تھا جس سے حضرت کرشن علیہ السلام کی ہتک ہوتی۔ اور نہ جماعت احمدیہ نے حضرت کرشن کی کبھی ہتک کی۔ بلکہ ایک معمولی عقل و سمجھ رکھنے والا انسان بھی غور کر سکتا ہے کہ جب جماعت احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے۔ کہ حضرت کرشن خدا تعالےٰ کے ایک نبی تھے۔ تو وہ ان کی ہتک کس طرح کر سکتی ہے۔

اس کے مقابلہ میں ہندو کتب میں ایسے حوالجات ضرور پائے جاتے ہیں۔ جن سے حضرت کرشن کی ہتک ہوتی ہے۔ مگر اپنی آنکھ کا شہتیر نہ دیکھتے ہوئے "ویر بھارت" نے اسے حضرت کرشن کی ہتک قرار دیا۔ اور بٹالہ اور لاہور میں اس کے خلاف بعض مظاہرے بھی ہوئے۔ اخبار "ویر بھارت" کے اعتراضات کا مفصل جواب اگرچہ شائع کیا جا چکا ہے۔ مگر ہم اس مظاہرہ کی تردید میں ایک اور امر بتانا چاہتے ہیں۔ کہ یوم التبلیغ کی رپورٹوں سے جو بیرونی جماعتوں کی طرف سے ہمیں موصول ہوئی ہیں۔ یہ امر صاف طور پر معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہندو اصحاب نے اس ٹریکٹ کو نہایت شوق سے پڑھا۔ اور اس کے متعلق اپنے پسندیدہ خیالات کا اظہار کیا ہے۔ چنانچہ لدھیانہ کی رپورٹ ہے۔ کہ ٹریکٹ "وہی ہمارا کرشن" معزز غیر مسلموں نے بہت پسند کیا۔ لائل پور کی اطلاع ہے کہ ہندو اصحاب نے نہایت محبت اور خوشی سے ہماری باتوں کو سُنا۔ ٹریکٹ "وہی ہمارا کرشن" نہایت پسند کیا گیا۔ قصور کی اطلاع ہے۔ کہ یہ اور بعض دیگر ٹریکٹ ہندو اصحاب نے دلچسپی سے پڑھے۔ احمدی پور کی اطلاع ہے۔ کہ ٹریکٹ ہندو اور سکھوں نے بڑی خوشی سے قبول کئے اور انہیں دلچسپی سے پڑھا۔ نوشہرہ چھاؤنی کی رپورٹ ہے کہ ٹریکٹ "وہی ہمارا کرشن" بہت پسند کیا گیا۔ اسی طرح سرگودھا۔ ڈیرہ بابا نانک۔ سرگودھا جہلم۔ شملہ۔ لالہ موسیٰ۔ کیمبل پور۔ اور دیگر بہت سے مقامات کی رپورٹیں جن کا خلاصہ "الفضل" میں شائع ہو چکا ہے۔ اس امر کا قطعی ثبوت ہیں۔ کہ ہندوؤں کے معزز اور شریف طبقہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کا رقم فرمودہ ٹریکٹ "وہی ہمارا کرشن" نہایت مقبول ہوا۔ اور جس خلوص کے ساتھ اس میں ہندو بھائیوں کو دعوت اسلام دی گئی تھی اس کی انہوں نے بے حد تعریف کی۔

پس "ویر بھارت" اور چند سناتنیوں کا یہ شور مچانا کہ اس ٹریکٹ کے ذریعہ حضرت کرشن کی نعوذ باللہ ہتک کی گئی ہے بالکل بے بنیاد ہے۔ معزز اور تعلیم یافتہ ہندو طبقہ اس ٹریکٹ کی تعریف کر چکا اور دلچسپی سے اس کا مطالعہ کر چکا ہے۔

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ احمدی احباب سے کیا چاہتے ہیں؟

یوں تو بار بار بذریعہ اعلانات و تحریکات مطبوعہ و غیر مطبوعہ احباب و عہدہ داران جماعت کو توجہ دلائی جاتی رہی ہے۔ کہ بجٹوں کو پورا کرنے کی سعی کریں۔ اور بقائے ادا کریں۔ لیکن اس لحاظ سے کہ یہ ماہ صدر انجمن احمدیہ کے مالی سال کا آخری مہینہ ہے۔ اور اس لحاظ سے بھی کہ یہ اس تیسرے سال کا آخری مہینہ ہے۔ جس کے متعلق حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ نے مجلس مشاورت ۱۹۳۴ء میں بقایوں اور بجٹوں کو پورا کرنے کے متعلق تقریر کرتے ہوئے فرمایا تھا۔

"اسی سال (یعنی ۱۹۳۴ء) سے اس پر عمل کرو۔ کہ جو رقم کسی جماعت کے ذمہ لگائی گئی تھی اگر اس نے ادا نہیں کی۔ تو اگلے سال کے چندہ کے ساتھ اس بقائے کو شامل کرو۔ اور گذشتہ سال کے بقائے کو اس کے ساتھ فرض قرار دو۔ اور یا تو اس کے ادا نہ کرنے کے معقول وجوہات پیش کرو۔ یا اسے آئندہ سال ادا کرو۔ اس طرح وہ جماعت مجبور ہوگی۔ کہ جو لوگ نادہندہیں۔ انہیں ہمارے سامنے پیش کرے۔ اور نادہند مجبور ہوں گے۔ کہ یا تو باقاعدہ چندہ ادا کریں۔ یا پھر جماعت سے نکلیں۔ اور اگر کوئی جماعت ایسا نہ کرے گی۔ اور تین سال تک اس کے ذمہ بقایا نکلتا رہے گا تو اس کا ہم بائیکاٹ کر دیں گے۔ اور ہمارے انتظام سے اس کا کوئی تعلق نہ ہوگا۔ گیا وہ ہے کہ جماعت۔ نادہندوں کی طرف توجہ نہیں کرتی"۔

حضور کے اس ارشاد کے ماتحت بقادار جماعتوں کے بقائے بطور قرض بجٹوں میں منتقل ہوتے چلے آرہے ہیں۔ اور جماعتوں کی طرف سے معقول وجوہات ترمیم بجٹ کے بارے میں موصول ہوتی رہیں بجٹوں میں ترمیم بھی کی جاتی رہی ہے۔ اس میں شک نہیں۔ کہ خدا تعالےٰ کے فضل سے احباب اور جماعتیں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتی ہوئی بجٹوں کو پورا کرنے کی کوشش کرتی چلی آرہی ہیں۔ لیکن ابھی کچھ جماعتیں بقایا دار بھی ہیں چونکہ تیسرے سال کا یہ آخری مہینہ ہے۔ اس لئے اس میں جو بھی کوشش ممکن ہے کی جائے۔ بقائے اور بجٹ ۳۰ اپریل ۱۹۳۶ء تک پورے کر دیئے جائیں۔ اس کے بعد مئی کے اول عشرہ میں ایسی جماعتوں کی فہرست جنہوں نے بجٹ پورے کر دیئے ہونگے۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کے حضور برائے دعا پیش ہوگی۔ اور مئی کے دوسرے عشرہ میں ایسی جماعتوں کی فہرست پیش کی جائے گی جنہوں نے باوجود توجہ دلانے کے بجٹ پورے نہ کئے ہوں گے۔ اور ایسی جماعتوں کے متعلق جو حضور کا فرمان ہوگا۔ اس کی تعمیل کی جائے گی۔ پس احباب اور عہدہ داران کی جدوجہد کا یہ آخری مہینہ ہے۔ اس میں بقایا داروں سے بقایا کی وصولی کے لئے جو بھی ممکن کوشش ہو کی جائے۔ خواہ فرداً فرداً یا وفود کے ذریعہ بہر حال ایسی کوشش ہو۔ کہ ۳۰ اپریل ۱۹۳۶ء تک ہر ایک جماعت اپنا بجٹ پورا کرے اسی طرح ان احباب سے بھی درخواست ہے۔ جو اپنا چندہ اکیلے ہونے کی وجہ سے بغیر توسط کسی جماعت کے براہ راست مرکز میں بھیجتے ہیں۔ کہ وہ بھی ۳۰ اپریل تک اپنے اپنے بقائے صاف کر دیں۔ انکی فہرست بھی حضرت امیر المومنین کے حضور برائے دعا پیش ہوگی۔

اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنے فرائض کے سمجھنے اور پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ تا سب کے نام ان نیک نام اور فرض شناس احباب اور جماعتوں کی فہرست میں درج ہوں۔ اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ کی خوشنودی اور دعا حاصل کریں۔

ناظر بیت المال قادیان

مستقل خریداران الفضل کے لئے ایک اور رعائت

کچھ عرصہ سے اخبار کے حجم میں اضافہ کی تجویز زیر غور تھی۔ لیکن پریس کا انتظام ناقابل اطمینان ہونے کی وجہ سے عمل میں نہ لائی جا سکی۔ اب پریس کا نیا انتظام کیا جا رہا ہے۔ جس کے متعلق امید ہے کہ بفضلِ خدا چند روز تک مکمل ہو جائے گا۔ اس کے تکمیل پذیر ہونے پر آٹھ صفحہ کے اخبار کا حجم ۱۲ صفحہ کر دیا جائے گا۔ لیکن مستقل خریداروں کے لئے پندرہ روپیہ سالانہ قیمت جو مقرر ہے۔ اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا جائیگا۔ پس احباب کو چاہیئے کہ مستقل خریدار بن کر اس رعائت سے فائدہ اٹھائیں۔ اور فوراً اپنے نام پرچہ جاری کرائیں۔ (منیجر الفضل)

ضروری اعلان

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کا رقم فرمودہ مضمون "وہی ہمارا کرشن" جسے انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان نے شائع کیا تھا۔ اب ہندی میں ترجمہ ہو کر چھپ رہا ہے۔ دوستوں کو چاہیئے۔ کہ اسے بکثرت شائع کریں۔ خصوصاً ان علاقوں میں جہاں اردو نہیں بولی جاتی۔ اور صرف ہندی کا ہی رواج ہے۔ فی سینکڑہ ایک روپیہ کے حساب سے مندرجہ ذیل پتہ سے طلب فرمائیں:

(ابو العطاء اللہ دتا جالندھری سیکرٹری انجمن احمدیہ خدام الاسلام قادیان)

انڈین سکول آف مائنز (Mines) میں داخلہ

احباب کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ اس سکول میں علاوہ مائیننگ (Mining) کے انجنیرنگ اور جیولوجی کے متعلق بھی اعلےٰ پیمانے پر تعلیم دیجاتی ہے۔ اور یہ سکول ایسٹ انڈین ریلوے لائن پر دھنباد کے مقام پر واقع ہے: آئندہ سیشن (Session) مورخہ ۲ نومبر ۱۹۳۶ء سے شروع ہوگا۔ داخلہ کیلئے فارمیں پرنسپل صاحب سکول سے حاصل کی جا سکتی ہیں۔ لیکن اس کے لئے ضروری ہوگا۔ کہ درخواستیں داخلہ کیلئے فارموں پر ہی دیجائیں۔ اور یہ ۱۰ جولائی سے قبل پرنسپل صاحب کی خدمت میں بعد تکمیل بھیجدی جائیں: امتحان داخلہ امیدواروں کی سہولت کے مدنظر مختلف مرکزوں پر ماہ اگست میں ہوگا۔ امتحان میں شمولیت کے لئے کم سے کم قابلیت امیدوار کا انٹرمیڈیٹ آرٹس یا سائنس (بدیں مضامین انگلش میتھیمیٹکس۔ فزکس یا کیمسٹری) پاس ہونا لازمی ہے۔ اس سلسلہ میں یہ امر بھی قابل یادداشت ہے کہ ہر سال داخلہ کے امتحان کے نتائج پر گورنمنٹ آف انڈیا کی طرف سے دو وظائف ۵۰/- روپیہ اور ۴۰/- روپیہ ماہوار کے مستحق طلباء کو دیئے جاتے ہیں تفصیل معلومات حاصل کرنے کیلئے منیجر دی پبلیکیشنز سول لائنز دہلی (The Publications) [illegible]

شکل و صورت کو خوبصورتی میں بدلنے والے ڈاکٹر

پہلے اپنا وزن کرو اور آئینہ سے چہرہ دیکھو۔ ایکماہ کے بعد کمال تغیر دیکھو

کس طرح؟ مندرجہ ذیل ڈاکٹروں کی رائے پر عمل کرنے سے

ڈاکٹر اول کتاب ذوقِ شباب رجسٹرڈ

برائے تمام جوان و بہ طاقتور رہنے کے خواہشمند کتاب ذوقِ شباب ایک نئی زندگی کی روح پھونکنے والی کتاب کا مطالعہ آپ پر اس قسم کے اسرار ظاہر کرے گا۔ جو نہ کبھی آپ نے سنے ہوں گے نہ دیکھے ہوں گے۔ یہ کتاب اس قسم کے قوانین اور تراکیب پیش کرتی ہے۔ کہ کمزور انسان کو بھی قابلِ رشک مرد بنا دیں۔ نیز طبقہ نوجوانوں اور شادی شدہ لوگوں کے لئے صحیح راہنما کا کام دے گی۔ جوانی کا لطف حاصل کرنے کے لئے اس کتاب کا مطالعہ کرو۔ قیمت صرف ایک روپیہ:

ڈاکٹر دوم دوا ذوقِ شباب رجسٹرڈ

یہ دوا ہماری ایک خاص ایجاد ہے جس کے استعمال سے سینکڑوں کمزور اور مریل انسان طاقتور سرخ و سفید بن گئے ہیں۔ معدہ مگر اس قدر طاقتور بن جاتے ہیں۔ کہ سیروں دودھ کی چھٹانک مکھن روزانہ ہضم ہو جاتا ہے۔ ہر قسم کے کمزور کر دینے والے امراض کے لئے تریاق ہے۔ سل دق۔ دمہ کے لئے اکسیر ہے۔ خون اس قدر پیدا ہوتا ہے کہ دنوں میں زرد رو انسان سرخ و سفید بن جاتا ہے ایکماہ میں پندرہ پونڈ وزن بڑھ جاتا ہے۔ اگر آپ زندگی کا لطف حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ ضرور استعمال کریں۔ قیمت فی ڈبیہ برائے پندرہ یوم ۲ علاوہ محصولڈاک

ملنے کا پتہ دواخانہ طب جدید اندرون دہلی دروازہ لاہور

مسئلہ ختمِ نبوّت اور ڈاکٹر سر اقبال

رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کا صحیح مفہوم

(۲)

شرائع سابقہ کی جامع اور کامل کتاب

خاتم النبیین کی وُہ تفسیر جس کا گذشتہ نمبر میں ذکر کیا جاچکا ہے۔ محض قیاسی نہیں بلکہ قرآن کریم اُس کی پُرزور تائید کرتا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ الیوم اکملت لکم دینکم۔ یعنی یہ دین کامل ہے نیز فرمایا۔ فیھا کتب قیمہ۔ یعنی یہ کتاب۔ (قرآن مجید) پہلی انبیاء کی تعلیمات کی جامع ہے۔ بلکہ ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا نات بخیر منھا او مثلھا کے مطابق پہلی تعلیمات کے مجموعہ سے بھی بڑھ کر خزانہ اپنے اندر رکھتی ہے۔ اب یہ کیسے ممکن ہے کہ جملہ شرائع سابقہ کی جامع۔ بلکہ ان کے مجموعہ سے بھی کامل تر شریعت ایسے نبی پر نازل ہو۔ جو جملہ سابق انبیاء کے کمالات کا جامع بلکہ ان کے کمالات کے مجموعہ سے بھی بڑھ کر کمالات رکھنے والا نہ ہو۔ اگر اس کی قوتِ قدسی اور استطاعت کم از کم پہلے جملہ انبیاء کی استطاعتوں کی جامع نہ تھی۔ تو یہ کیونکر ممکن ہے۔ کہ کتبٌ قیمہ کی جامع شریعت جینے کے علاوہ پہلے تمام انبیاء کے علاقے بھی اس اکیلے نبی کے دائرہ تبلیغ و تربیت میں شامل کرکے اُس سے یہ اعلان کرا دیا جائے۔ کہ یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔ پس ضرور ہے۔ کہ حضور جامع کمالات ہوں۔ اور ضرور ہے۔ کہ کل شیٔ احصینٰہ فی امام مبین کا دعوےٰ رکھنے والی کتاب (قرآن) حضور کی جامعیت کی خبر واضح الفاظ میں دیتی ہو۔

پس وُہ کون مقام ہے۔ جہاں قرآن کریم نے اشاروں کنایوں میں نہیں بلکہ واضح الفاظ میں اس حقیقت کو پیش کیا ہے:۔

خاتم النبیین کے معنی محاورۂ عرب کی رُو سے

اس سوال کے جواب کے لئے ایک عربی دان کی نظر فوراً آیت خاتم النبیین پر ہی پڑے گی۔ کیونکہ محاورہ زبان عرب میں جب لفظ خاتم بفتح تا کسی گروہ کی طرف مضاف ہوتا ہے۔ (مثلاً خاتم الشعراء، خاتم الاولیاء، خاتم المحدثین، خاتم المفسرین وغیرہ) تو اس کے معنے اس گروہ کے جملہ کمالات کے جامع فرد کے ہوتے ہیں۔ زمانہ کے لحاظ سے پیچھے آنے کے ہرگز نہیں ہوتے۔ مثلاً وفیات الاعیان لابن خلکان میں ایک شاعر نے کہا ہے:۔

فجع القریض بخاتم الشعراء
وغدیر روضتھا حبیب الطائی

یعنی ابو تمام شاعر خاتم الشعراء کی وفات سے شاعری کو سخت صدمہ پہنچا ہے۔ یہاں خاتم الشعراء کے یہ معنے ہرگز نہیں۔ کہ آئندہ کوئی شاعر نہ ہوگا۔ بلکہ شعراء کے کمالات کا جامع اور افضل ترین شاعر ہونا اس سے مُراد ہے۔ ہماری طرف سے بارہا چیلنج کیا گیا ہے۔ کہ اوپر کے بیان کردہ قاعدہ کی تغلیط کے لئے کلام عرب سے صرف ایک ہی مثال پیش کردو مگر لغت عرب نے ہمارے مخالفین کو آج تک سکوت پر مجبور کر رکھا ہے۔ اور انشاء اللہ العزیز قیامت تک وُہ ساکت ہی رہیں گے پس استنباط۔ اور استدلال کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ قرآن کریم حضور کی صفت جامعیت اور افضلیت کا خاتم النبیین کی صریح نص سے اعلان کر رہا ہے:۔

ایک اور مفہوم

(ب) دوسرا مفہوم خاتم النبیین کا یہ لیا جا سکتا ہے۔ کہ لفظ النبیین سے مراد آئندہ پیدا ہونے والے نبی ہوں۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کی مہر یا چھاپہ ہیں۔ یعنی آئندہ آنے والے نبی حضورؐ ہی کے نقوش ہونگے۔ لہٰذا حضور کو ان سے روحانی ابوت کی نسبت حاصل ہے۔ یہ معنے مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی بانئے مدرسہ دیوبند نے بھی تحذیر الناس میں بیان کئے ہیں۔ اور جمیع مشاہیر علماء ہندوستان نے ان کی تصدیق کی ہے۔ مولانا موصوف کے نزدیک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جملہ انبیاء سے روحانی ابوت کی نسبت حاصل ہے۔ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے بھی اپنی تفسیر بیان القرآن میں خاتم کے معنے ابوت روحانی۔ اور افضلیت کے کئے ہیں۔ الغرض ان معنوں کے لحاظ سے خاتم النبیین ابوالانبیاء کا مفہوم رکھتا ہے۔ یہ معنے درود شریف (جو عموماً نماز میں پڑھا جاتا ہے) کی صحیح تفسیر ہیں۔ یعنی ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل کو جو برکات ملی تھیں۔ ویسی ہی برکات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو بحیثیت ذوالآل ہونے کے اور حضور کی امت کو بحیثیت آل ہونے کے ملیں۔ بالفاظِ دیگر حضور بھی ابوالانبیاء بنیں:۔

خیر البریہ کہلانا ابوالانبیاء ہونے کے مرادف ہے

احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کچھ عرصہ تک احتیاط انبیاء سے کام لیتے ہوئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بالصراحت اپنے خیر البریہ ہونے کا اعلان نہ فرماتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ کسی نے حضورؐ کو یا خیر البریہ کہکر پکارا۔ تو حضورؐ نے فرمایا۔ ذاک ابراھیم علیہ السلام۔ (مسلم جلد ۲ باب فضائل ابراھیم الخلیل) کیا وجہ ہے۔ کہ حضورؐ نے خیر البریہ کا خطاب کسی اور نبی کے لئے تجویز نہ کیا۔ بلکہ حضرت ابراھیم علیہ السلام ہی کو اس کے لئے مخصوص کیا ظاہر ہے کہ حضرت ابراھیمؑ کو اپنے بعد کے انبیاء پر ابوت ہی کی فضیلت خصوصی حاصل تھی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نزدیک خیر البریہ کہلانا ابوالانبیاء ہونے کو چاہتا ہے لہٰذا جب حضورؐ نے اپنے متعلق خیر البریہ ہونے کا اعلان فرمایا ہوگا۔ تو لازماً اپنے آپ کو بھی ابوالانبیاء قرار دے کر ایسا کیا ہوگا۔ درود شریف پڑھنے کا تاکیدی حکم اس خیال کی زبردست تائید کرتا ہے:۔

کامل نبی کا خطاب دینے کی وجہ

ما کان محمد ابا احد من رجالکم میں حضرت زینبؓ کے نکاح کا اعتراض دُور کرنے کے لئے واقعات کی بناء پر جب حضور کی ابوتِ جسمانی سے رجالِ امت کو نکالا گیا اور لکن رسول اللہ کہکر حضور کی روحانی یا معنوی ابوت صرف عام افرادِ امت ہی کی نسبت بیان کی گئی۔ تو حقائق کی رُو سے حضورؐ کے سید الرسل۔ خیر البریہ اور سید ولد آدم ہونے کے مرتبہ کے متعلق شکوک پیدا ہونے کا احتمال تھا۔ کیونکہ محض عام افرادِ امت سے ابوت کی نسبت تو دیگر انبیاء کو بھی حاصل تھی۔ پھر حضور کی وُہ کونسی خصوصیت تھی جس کی وجہ سے حضورؐ کو کامل شریعت دے کر کامل نبی ہونے کا خطاب دیا گیا۔ اور حضورؐ کے زمانہ نبوت کو قیامت تک ممتد قرار دیا گیا۔ حالانکہ قرآن کریم کی متعدد آیات آئندہ زمانہ میں انبیاء کی آمد کی خبر دے رہی ہیں۔ اس وہم کے ازالہ کے لئے خاتم النبیین کا جملہ ایزاد کیا۔ یعنی یہ ابوالانبیاء بھی ہے لہٰذا جملہ انبیاء سے افضل ہے (سید الاولین والآخرین من النبیین۔ رواہ الدیلمی) چونکہ آئندہ آنے والے انبیاء اسی کے نقش۔ اور روحانی فرزند ہونگے۔ لہٰذا ان کا وجود حضورؐ کے زمانۂ نبوت کے قیامت تک امتداد کے منافی نہیں۔ پس خاتم النبیین کے یہ حقیقی معنے ہیں۔ ان معنوں کے خلاف جو مفہوم بھی ہوگا۔ غلط ہوگا:۔

ایک سوال اور اس کا جواب

یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جب حضرت ابراھیم علیہ السلام بھی ابوالانبیاء تھے۔ تو ان کو سید الرسل کیوں نہ کہا جائے۔ نیز جب اس ابوالانبیاء کے ابناء کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے ان کے صحف کو منسوخ کیا (مثلاً حضرت موسےٰؑ) تو کیوں نہ تسلیم کیا جائے۔ کہ اس ابوالانبیاء یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بیٹے بھی ناسخ شرع لا سکتے ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بعد کے انبیاء سے جسمانی ابوت کی نسبت تھی۔ لیکن ان انبیاء کی نبوتیں فیض ابراہیمی کے نتیجہ میں نہ تھیں۔ بلکہ وہ سب براہ راست مستقل طور پر نبی بنے تھے بخلاف اس کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آیندہ آنے والے انبیاء کے جسمانی باپ نہیں بلکہ روحانی باپ ہیں۔ پس جس طرح جسمانی سلسلہ پر روحانی سلسلہ کو فضیلت ہے۔ اسی طرح جسمانی ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام پر روحانی ابوالانبیاء حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فضیلت حاصل ہے پس ابوالرسل کہلانے کے بھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہی مستحق ٹھہرے۔

درود شریف سے تائید

درود شریف میں کما (مثل اور مانند) کا حرف اسی فرق کی طرف رہبری کرتا ہے نیز چونکہ آیندہ زمانہ کے انبیاء کو مرتبہ نبوت اطاعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجہ سے ہی ملے گا۔ اور حضور ہی کے توسط سے۔ نیز صفت امتیت ہردم ان کے لازم حال ہوگی۔ لہذا وہ کسی نئی شریعت کے حامل نہ ہوں گے۔ اس مضمون کی تائید مندرجہ ذیل آیات سے ہوتی ہے۔

صدیقیت اور نبوت کا مقام

اطاعت انبیاء پر انعام کے حصول کا ذکر اللہ تعالےٰ نے دو جگہ پر کیا ہے۔ ایک جگہ تو اس انعام کا ذکر ہے۔ جس کا حصول سب انبیاء کی اطاعت کے نتیجہ میں مشترک ہے۔ اس انعام کا انتہائی مقام صدیقیت بیان کیا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ ان الذین اٰمنوا باللہ ورسلہ فاولٰئک ھم الصدیقون والشھداء۔ مگر دوسری جگہ جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے انعام کو ممتاز کرکے پیش کیا ہے۔ وہاں فرمایا ومن یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین .... الآیۃ (نساء ۹) گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے صدیقیت سے اگلا مقام (مقام نبوت) بھی مل سکتا ہے۔ ایک دوسری آیت میں اس امتیاز کی وجہ بیان فرمائی ہے۔ فرمایا الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی .... الآیت یعنی اتمام نعمت تکمیل دین کا لازمی نتیجہ ہے۔ کیونکہ جب یہ کہا جاتا ہے۔ کہ یہ شریعت پہلے کی جملہ شرائع سے کامل تر و اکمل ہے۔ تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا۔ کہ یہ شرعی کتاب پہلی ہر کتاب سے وزن یا حجم میں بڑی ہے۔ یا احکام تو زیادہ لائی ہے۔ مگر اس زیادتی کے باوجود اپنے عاملین کو اتنا ہی انعام دلاتی ہے۔ جتنا پہلی شرائع باوجود نسبتاً ناکمل ہونے کے دلا سکتی تھیں۔ اس صورت میں زیادتی احکام محض چٹی اور تاوان ٹھہری نہ کہ موجب فضل اور رحمت۔ اصل حقیقت یہی ہے۔ کہ نصاب کی زیادتی سابقہ نصابوں سے اعلیٰ تر ڈگری دلانے کی بشارت دیتی ہے۔

پس اتمام نعمت یعنی صدیقیت سے اعلیٰ تر مقام کا حصول، تکمیل شریعت کی دلیل اور اس کا لازمی نتیجہ ہے۔ اور تکمیل شریعت بذات خود کسی نئی شریعت کی آمد کو مانع ہے۔

خاکسار

محمد حسین خان از سکھر سندھ

ٹیریٹوریل فورس کی بھرتی

کمانڈنگ افسر صاحب ٹیریٹوریل فورس ۱۵/۱۱ پنجاب رجمنٹ کی بھرتی کے لئے دورہ پر آرہے ہیں مندرجہ ذیل مقامات پر احمدی نوجوانوں کی بھرتی کرینگے عہدیداران جماعتہائے احمدیہ خاص طور پر توجہ کریں۔ اور احمدی نوجوانوں کو مہیا کرکے ہمارے رکروٹوں کے ذریعہ یا خود پیش کریں۔ پروگرام حسب ذیل ہے۔

مورخہ ۲۵ر اپریل ۱۹۳۶ء قادیان حضرت صاحبزادہ کپتن مرزا شریف احمد صاحب کی کوٹھی میں صبح ۹ بجے رکروٹر۔ نائک محمد دین صاحب گیانی۔ سپاہی محمد شفیع سپاہی عمر دین۔ سپاہی عبدالرحمن۔ سپاہی فیروز دین سپاہی علم دین۔ لانس نائک محمد عبداللہ صاحب۔ سپاہی غلام فرید سپاہی عزیز۔

مورخہ ۲۷ر اپریل ۱۹۳۶ء جڑانوالہ ڈاک بنگلہ ۹ بجے صبح

" ۲۸ " " لائلپور " " " "

رکروٹر حوالدار بشیر احمد صاحب۔ حوالدار محمد عبداللہ صاحب حوالدار عبدالغنی صاحب۔ سپاہی برکت علی وخیر دین

مورخہ ۲۹ر اپریل ۱۹۳۶ء خانیوال۔ ڈاک بنگلہ ۸ بجے صبح رکروٹر۔ نائک غلام قادر صاحب۔

مرزا شریف احمد قادیان

"البشریٰ" کی توسیع اشاعت اور مالی امداد کے لئے اپیل

رسالہ البشریٰ کی امداد کے لئے گذشتہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر احباب کو تحریک کی گئی تھی۔ کہ بلاد عربیہ میں البشریٰ کا اجرا نہایت مبارک ثابت ہوا ہے۔ درحقیقت کوئی مشن بھی صحیح طور پر اپنے فرائض تبلیغ ادا نہیں کرسکتا۔ جب تک اس کے ہاتھ میں اشاعت کے وسائل نہ ہوں۔ مولوی ابوالعطاء صاحب فاضل نے اس ضرورت کو محسوس کرکے جرات کی۔ اور البشریٰ کو جاری کیا۔ اور اپنے مصارف سے روپیہ بچا بچا کر اسے اپنے زمانہ کارکردگی میں خوش اسلوبی سے جاری رکھا۔ مولوی محمد سلیم صاحب فاضل نے بھی اگرچہ ان کا تجربہ اس بارہ میں بالکل نیا ہے۔ پوری جدوجہد کے ساتھ البشریٰ کی اشاعت کا انتظام بدستور قائم رکھا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں البشریٰ کی اشاعت ہر اعتبار سے توسیع کی محتاج ہے۔ تا اسے پورے طور پر مفید بنایا جاسکے۔ ہم جو میدان تبلیغ میں کام نہیں کررہے۔ بلاد عربیہ کے تبلیغ کی مشکلات کا یہاں بیٹھے اندازہ نہیں کرسکتے۔ گذشتہ سالانہ جلسہ کے موقعہ پر جب البشریٰ کے لئے تحریک کی گئی تھی۔ تو نواب چودھری محمدالدین خان صاحب نے اس کی اعانت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ڈیڑھ صد روپیہ کی مدد دی۔ جماعت میں بفضلہٖ تعالےٰ ایسے بہت سے مخیر ذی استطاعت احباب موجود ہیں۔ جو تھوڑی تھوڑی امداد سے ایک کافی سرمایہ بہم پہنچا سکتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فریضہ تبلیغ ہمارے سپرد کیا ہے۔ اور ہم ہی نے اسے سرانجام دینا ہے۔ ہم میں سے کچھ میدان جہاد میں کام کرنے والے ہیں۔ جو اللہ تعالےٰ پر توکل کرتے ہوئے اپنی جدوجہد کے مطابق کام کررہے ہیں۔ اور کچھ ایسے ہیں جن پر بالطبع یہ فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ گھر بیٹھے تھوڑا بہت خرچ کرکے ان کام کرنے والوں کے ساتھ کام اور ثواب دونوں میں باسانی شریک ہوجائیں۔ وہ شخص جو مدد دے سکتا ہے مگر نہیں دیتا اپنے آپ کو ایک بہت بڑی نیکی سے بلکہ اپنے مقصد حیات سے یونہی محروم کررہا ہے خدا تعالےٰ کے رستہ میں جس مال کو خرچ کرنے سے بخل کرتا یا حسابات کی فہرست پیش نظر رکھتا ہے۔ اسے کیا معلوم کہ وہ ان حسابوں کو پورا بھی کرسکے گا۔ یا اس کا یہ مال کسی ایسے مصرف میں نہیں چلا جائے گا۔ جو اتفاقیہ بیماری اور رنج دہ محن ہے۔ اگر انسان اپنے اخراجات کا جائزہ لے۔ تو یقیناً ان میں بہت سے ایسے آئٹم بھی پائے گا۔ جو فضول ہوں گے۔ اور ان کی غرض اور ان کا فائدہ عارضی یا خیالی ہوگا۔ پس ایسے امور کو خدا تعالےٰ کے کاموں پر ترجیح دینا نہ شیوہ ایمان ہے۔ اور نہ اس میں سچی دولت ہے۔

(ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

اسلام عالمگیر مذہب ہے!

آل اڑیسہ ریلیجس کانفرنس میں مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ کی تقریر

سری رام کرشنا جی کی صد سالہ سالگرہ کے موقعہ پر اڑیسہ کے ہندوؤں نے ایک مذہبی کانفرنس کا انعقاد کیا۔ اس میں ان لوگوں نے اکثر مذاہب کے نمائندوں کو مدعو کیا تھا۔ تا وہ اپنے اپنے مذہب کی خوبیاں جلسہ میں بیان کریں۔ اس میں عیسائی مذہب کے دو فرقوں پروٹسٹنٹ اور کیتھولک کے نمائندے۔ ہندوؤں کے پانچ فرقوں کے نمائندے اور یہودیت کے نمائندے شامل ہوئے۔ سامعین تین ہزار کی تعداد میں تھے۔ جن میں بڑے بڑے تعلیم یافتہ لوگ بھی تھے۔ ہماری جماعت کے نمائندہ کے واسطے انہوں نے دارالامان خط لکھا تھا۔ اور وہاں سے مولوی ظہور حسین صاحب مبلغ تشریف لائے تھے۔ کانفرنس تین دن یعنی ۱۰-۱۱ و ۱۲ اپریل کو ہوئی۔ پہلے دو دن تقریریں ہوئیں۔ اور تیسرے دن میجک لینٹرن کے ذریعہ لیکچر۔ مولوی ظہور حسین صاحب کی تقریر سے قبل صدر جلسہ جناب سوامی زر ویدانند جو پاوڑا سے تشریف لائے تھے۔ انہوں نے مولوی صاحب موصوف کا سامعین سے تعارف کرایا۔ اور کہا۔ یہ احمدیہ جماعت کے مبلغ ہیں۔ اور نہایت نیک آدمی ہیں۔ انہوں نے دین کی خاطر بہت تکلیفیں اٹھائیں۔ اور اپنے مذہب کی اشاعت کے واسطے دور دراز ملکوں کا سفر کیا ہے۔ جب مولوی صاحب موصوف سٹیج پر تشریف لائے۔ تو پنڈال تالیوں سے گونج اٹھا۔ مولوی صاحب نے اول بانیانِ کانفرنس۔ پریذیڈنٹ اور سیکرٹری صاحبان کا شکریہ ادا کیا۔ کہ انہوں نے کانفرنس میں مذہبی خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔

پھر انہوں نے اپنی تقریر میں بتلایا۔ کہ اسلام ایک عالمگیر اور کامل مذہب ہے۔ مگر اس کے یہ معنی نہیں۔ کہ باقی مذاہب اور ان کے ریفارمر جھوٹے تھے۔ ہر قوم اور ہر ملک میں اللہ تعالےٰ کی طرف سے ریفارمر اور اوتار آتے رہے۔ مثلاً ہندوستان میں سری کرشن جی مہاراج اور سری رامچندر جی بھی اپنے وقت کے ریفارمر تھے۔ مگر آخر میں جب انسانی دماغ ترقی کر گئے۔ اور آمد و رفت کے ذرائع آسان ہو گئے۔ تو اللہ تعالےٰ نے چاہا۔ کہ ایک کامل مصلح بھیجا جائے۔ اور اس کی تعلیم ہر مذہب کی تعلیموں کا خلاصہ اور نچوڑ ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا۔

پھر اسلام کی تعلیم کے عالمگیر ہونے کے ثبوت میں آپ نے بتایا۔ کہ اسلام عالمگیر مساوات کا سبق دنیا میں دینے آیا ہے۔ غلاموں اور اچھوتوں کی حالتِ زار کو اسلام نے یکدم بدل دیا اور انہوں نے بڑے بڑے کمالات حاصل کئے۔ اور اعلےٰ سے اعلےٰ عہدوں پر مقرر ہوئے۔ پھر بتایا کہ اسلام کی یہ تعلیم ہے۔ کہ مسلمان تمام بنی نوع انسان کے ساتھ عدل سے پھر احسان سے پھر ایتاءِ ذی القربیٰ کی طرح سلوک کریں۔ یہ وہ تعلیم تھی۔ جس کے نتیجہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک وحشی قوم کو مطیع بنا لیا۔ چوتھی خوبی جو اس کے عالمگیر ہونے کی دلیل ہے۔ یہ ہے کہ اس کی تعلیم ہر ایک کے لئے ممکن العمل ہے۔ پانچویں خوبی یہ ہے۔ کہ اسلام کی تعلیم انسانی زندگی کے ہر شعبہ کو پورا کرتی ہے۔ چھٹی دلیل یہ ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے اسلام کی مذہبی کتاب کی ظاہری اور معنوی حفاظت کی۔ ساتویں دلیل یہ ہے۔ کہ اسلام ایک زندہ مذہب ہے۔ اور اس کے پیرو خدا تعالےٰ سے ہمکلام ہوتے رہے ہیں۔ اس زمانہ میں بھی ایک ایسی بزرگ ہستی ہوئی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کا ذکر کیا۔ اور سامعین کو احمدیت کی دعوت دی۔ گو سامعین کا ایک حصہ اردو سے ناواقف تھا۔ مگر مولوی صاحب نے اپنی تقریر میں اکثر ہندی اور سنسکرت کے الفاظ استعمال کئے۔ جس سے لوگ تقریر کو بخوبی سمجھ گئے۔ بانیانِ جلسہ نے مولوی ظہور حسین صاحب کا پُرزور الفاظ میں شکریہ ادا کیا۔ (خاکسار عبدالستار پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ کٹک)

تحریکِ اتحادِ اسلامی

اسلام تفریق کا دشمن ہے۔ اسلام نے صرف مسلمانوں کو ہی نہیں بلکہ تمام دُنیا کے انسانوں کو دعوت دی ہے۔ اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے۔ جس کے پلیٹ فارم پر کھڑے ہو کر تمام دُنیا متحد ہو سکتی ہے۔ دُنیا سے فتنہ و فساد جو شیطان نے برپا کر رکھا ہے۔ دور ہو سکتا ہے۔ اور دنیا میں امن و امان قائم ہو سکتا ہے۔ اسلام نے قرنِ اول میں شیطان کو شکست دیکر دُنیا میں امن و امان کا عَلَم بلند کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ مسلمانوں کا قدم جس طرف اٹھتا تھا۔ اس طرف سے شیطان بھاگ جاتا تھا۔ کیونکہ مسلمانوں کا ہر قدم صراطِ مستقیم پر تھا۔ اب مسلمانوں نے صراطِ مستقیم کو چھوڑ دیا۔ فرقہ بندیوں میں مشغول ہو گئے۔ مسلمانوں کی تکفیر کی صدائیں بلند ہونے لگیں۔ اتحاد و اتفاق رخصت ہو گیا۔ جس سے شیطان کا حوصلہ بڑھا۔ اور اس نے پھر دُنیا کا امن و امان برباد کر دیا ہے۔

مسلمانو! یاد رکھو۔ قدرتِ ربانی مہلت دے رہی ہے۔ تاکہ تم میں احساس پیدا ہو۔ اور تم اپنے فرض کو سمجھو۔ ورنہ قدرتِ ربانی تمہاری جگہ کسی دوسری بہتر قوم کو لا سکتی ہے۔ جو اسلام کی شیدائی بنکر اسلام کا پیغام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ دنیا کو سُنائے۔ اور خدا کی حکومت دنیا میں قائم کرے۔

آؤ۔ ابھی وقت ہے۔ فرقہ بندی کو ایک لعنت خیال کرکے اسے چھوڑ دو۔ جو اس لعنت کو دعوت دے وہ گمراہ ہے۔ تم صراطِ مستقیم کی طرف آ جاؤ۔ مسلمانو! تم کو فرقہ بندیوں سے کیا کام۔ آؤ صراطِ مستقیم کی طرف آ جاؤ۔

(خادم۔ کشفی شاہ نظامی)

چندہ کا حساب دینے میں احرار کی بہانہ سازی

لائل پور ۱۶ اپریل۔ کل رات کے ۹ بجے لائلپور میں مولوی عطاء اللہ کی تقریر ہوئی۔ جس میں اس نے احمدیت کے خلاف بھی کچھ زہر اگلا۔ مگر زیادہ تر نوجوانوں کو یہ کہتا رہا۔ کہ وہ آزادی حاصل کرنے کی کوشش کریں اور انگریزوں کو ملک سے نکالنے کی کوشش کریں تب ہم مسلمان رہ سکتے ہیں۔ پھر کہا لوگ ہم سے حساب....

لائلپور میں احرار کی حد سے بڑھی ہوئی شرارتیں

جماعت احمدیہ لائلپور کے جلسہ میں فتنہ انگیزی

۱۵ اپریل - مولوی عطاء اللہ صاحب بخاری نے لائلپور میں ایک تقریر کی جس کے دوران میں جماعت احمدیہ پر بھی بعض اعتراضات کئے جن کے جوابات کے لئے انجمن احمدیہ لائلپور نے ۱۷ اپریل کی شب کو "مسجد الفضل" میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ پہلی تقریر شیخ عبد الرب صاحب نومسلم کی ہوئی۔ جس میں انہوں نے توہین انبیاء کے الزام کا بدلائل قاطعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے رو سے رد کیا۔

اس کے بعد جماعت احمدیہ کے سیاسی نقطہ نگاہ کے متعلق قاضی محمد نذیر صاحب امیر جماعت احمدیہ لائلپور نے تقریر کی اور بدلائل قرآنیہ و اسوۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اسوۂ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثابت کیا۔ کہ جماعت احمدیہ کا سیاسی نقطہ نگاہ بالکل اسلامی تعلیم کے مطابق ہے۔ عطاء اللہ بخاری نے اپنی تقریر میں یہ بھی کہا تھا کہ احمدی انگریزوں کو اولی الامر سمجھتے ہیں۔ حالانکہ جس آیت میں اولی الامر کا ذکر ہے۔ وہاں آگے منکم کے الفاظ موجود ہیں اور اس سے پہلے یاایھا الذین آمنوا کہہ کر مومنوں کو خطاب کیا گیا ہے۔ اور پھر انہیں کہا گیا ہے۔ کہ ان میں سے جو اولی الامر ہو اس کی اطاعت کریں۔ اس کے جواب میں قاضی محمد نذیر صاحب نے کہا۔ اس جگہ منکم سے مراد نوع انسانی کے افراد ہیں۔ اس کے ثبوت میں سورہ زمر کے آخری رکوع سے مندرجہ ذیل آیت پیش کی۔

وسیق الذین کفروا الی جہنم زمرا۔ حتیٰ اذا جاءوھا فتحت ابوابھا وقال لھم خزنتھا الم یاتکم رسل منکم یتلون علیکم آیت ربکم وینذرونکم لقاء یومکم ھذا۔ قالوا بلیٰ ولکن حقت کلمۃ العذاب علی الکفرین۔ یعنی ہانکے جائیں گے کافر لوگ جہنم کی طرف گروہ در گروہ۔ یہاں تک کہ جب جہنم کے پاس آئیں گے تو جہنم کے دروازے کھول دئے جائیں گے۔ اور ان کافروں کو جہنم کے چوکیدار کہیں گے۔ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے جو تم پر تمہارے رب کی آیات پڑھتے۔ اور تمہیں تمہارے اس دن کی ملاقات سے ڈراتے۔ وہ کہیں گے ہاں آئے تھے۔ لیکن ثابت ہوگئی ہر بات عذاب کی کافروں پر۔ اس آیت میں جہنم کے چوکیدار۔ کافروں کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں۔ الم یاتکم رسل منکم۔ کیا نہیں آئے تھے تمہارے پاس رسول تم میں سے۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ یہاں رسل کے ساتھ اسی طرح منکم کا لفظ موجود ہے۔ جس طرح متنازعہ فیہ آیت میں اولی الامر کے ساتھ منکم کا لفظ آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ کافروں کو خطاب کر کے یہ کہنے سے کہ کیا تمہارے پاس تم میں سے رسول نہیں آئے۔ یہ ظاہر کرنا مقصود نہیں ہے کہ رسول کافروں کے گروہ سے ہوا کرتے تھے۔ رسول تو اول المومنین ہوا کرتے ہیں۔ بلکہ آیت ہذا سے صاف ظاہر ہے کہ منکم سے مراد اس جگہ صرف نوع انسانی کے افراد ہیں۔ یعنی کفار کو خطاب کیا جائے گا۔ کہ کیا نوع انسانی میں سے تمہارے پاس رسول نہیں آئے۔ اسی طرح اولی الامر منکم میں گو آیت کے شروع میں خطاب مومنوں کو ہے۔ مگر منکم سے مراد نوع انسانی کے افراد ہیں۔ جو صاحب حکومت ہوں۔

اس دوسری تقریر کے دوران میں احرار کی لفنگا پارٹی بار بار شور مچاتی رہی۔ حالانکہ تقریر کے شروع میں اعلان کر دیا گیا تھا۔ کہ تقریر کے بعد سوال و جواب کا موقع دیا جائیگا مولوی محمد حسن صاحب اہلحدیث جو ایک شریف انسان ہیں۔ اٹھے اور انہوں نے ان لوگوں کو سمجھانے کی کوشش کی اور کہا تقریر کو خاموشی سے سنو۔ بعد میں سوالات کر لینا مگر احراری اپنے صدر حکیم نور دین کے ایماء پر شرارت پر تلے ہوئے تھے اس لئے وہ شور ڈالنے سے باز نہ آئے۔ اور درمیان تقریر میں ہی شور ڈالنے لگے کہ ابھی ہمارے سوالات کا جواب دو۔ اس پر انہیں کہہ دیا گیا۔ کہ اب ہم تقریر ختم کرتے ہیں۔ اور آپ چونکہ شرارت پر تلے ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ اگر سوالات کرنا چاہتے ہیں۔ تو کسی عالم کو پیش کریں۔ اس پر احراری پھر شور ڈالنے لگے کہ ہم سب عالم ہیں۔ جس پر مقرر نے کہا کہ جو شخص سوالات کرنا چاہتا ہے وہ سامنے آ جائے۔ میں قرآن مجید کی ایک آیت پیش کرتا ہوں۔ اگر وہ اس کا ترجمہ کر دے۔ تو اسے سوالات کا موقعہ دیدیا جائے گا۔ اس پر کسی احراری کو سامنے آنے کی جرأت نہ ہوئی اس اثنا میں عبد اللہ حجام جو احراریوں کا کپتان بنا کرتا ہے۔ بہت شور ڈالتا رہا۔ اور کسی مخالف کی کتاب سے اعتراضات پڑھتا رہا ہندو اور سکھ اصحاب اور شریف مسلمان احراریوں کی روش سے سخت نفرت کا اظہار کرتے رہے جب حجام مذکور مخالف کی عبارت سے اعتراض پڑھ چکا۔ تو پھر شور ڈالنے لگا کہ ہمیں جواب دو۔ اس پر ہماری طرف سے کہا گیا کہ اگر تم یہ عہد کرو کہ ایک گھنٹہ بالکل خاموشی سے بیٹھو گے تو تمہارے اعتراضات کا ابھی جواب دے دیا جائے گا۔ اس پر احراری آمادہ نہ ہوئے اور شور ڈالتے ہوئے مسجد سے باہر نکل گئے اور مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو کر شور ڈالتے اور اشتعال انگیز نظمیں پڑھتے رہے بعض شریف مسلمان اصحاب نے کہا ہم کچھ اور سننا چاہتے ہیں۔ اس پر انہیں مسجد کے اندر بٹھا کر قاضی محمد نذیر صاحب نے ان کے سامنے ایک مبسوط تقریر کی۔ اس کے بعد مولوی محمد حسن صاحب اہلحدیث نے احراریوں کے شور و شر پر ایک مختصر سی تقریر کے ذریعہ اظہار افسوس کیا۔ بعد ازاں ایک غیر احمدی مولوی سے ختم نبوت کے موضوع پر سوال و جواب ہوئے۔ خدا کے فضل سے پونے ایک بجے تک تبلیغ کا سلسلہ جاری رہا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک

(نامہ نگار)

قابل توجہ موصیان

ہر موصی کو چاہیئے۔ کہ اپنی آمدنی کے کم و بیش ہونے کی اطلاع دفتر کو باقاعدہ دیتا رہے۔ ورنہ بقایا ہونے کی صورت میں ایک نوٹس کے بعد وصیت منسوخ کر دی جاتی ہے۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

وصیّت

نمبر ۸۷۰۴:۔ منکہ فاطمہ بی بی زوجہ عبداللہ احمدی قوم ارائیں پیشہ زمینداری عمرہ ۲۳ سالہ تاریخ بیعت جون ۱۹۳۲ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج مورخہ ۵ ردسمبر ۱۹۳۳ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری اس وقت جائیداد فقط وہ رقم مہر ہے جو کہ خاوند سے مجھے ملنا ہے۔ جو کہ مبلغ یکصد روپیہ ہے جس کا ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ جس میں بیس روپے کا زیور ہے۔ اور باقی بذمہ خاوند ہے جس کا حصہ وصیت جو کہ مبلغ عشہ تک ہوسکتا ہے۔ وہ ہر سال کی دو فصلوں پر نصف رقم یعنی ۵/۔ مئی ۱۹۳۴ء مطابق ماہ جیٹھ سمت ۱۹۹۱ بکرمی اور دوسری قسط ۵/۔ ماہ مئی یا ماہ جیٹھ سمت ۱۹۹۲ بکرمی کو ادا کروں گی یا سوا اس کے میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد:۔ نشان انگوٹھا۔ فاطمہ بی بی زوجہ عبداللہ قوم ارائیں سکنہ قادیان۔ گواہ شد:۔ عبداللہ خاوند موصیہ

گواہ شد:۔ عبدالرحیم مہاجر بقلم خود از قادیان ۵/۱۲/۳۳ء

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں!

نئی دہلی ۱۱ اپریل۔ لارڈ ولنگڈن کی ہدایت کے مطابق چیف کمشنر دہلی نے دہلی کے پانچہزار اشخاص کو کھانا کھلایا۔ اور لارڈ اور لیڈی ولنگڈن کی شادی کی پچیس سالہ تقریب کو منانے کا فیصلہ کیا ہے۔

برسلز (بذریعہ ڈاک) عدیس آبابا سے ایک اخبار کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ بلجیم کے تمام افسروں کو جو شہنشاہ حبشہ کی ملازمت میں ہیں۔ مالی مشکلات کی وجہ سے علیحدگی کے لئے تین ماہ کا نوٹس دے دیا گیا ہے۔ شہنشاہ نے انہیں خود لکھا ہے۔ کہ میں نے ملازمتوں کے متعلق معاہدہ کو توڑنے کا جو فیصلہ کیا ہے۔ اس پر مجھے بہت افسوس ہے۔

لاہور ۱۹ اپریل۔ معلوم ہوا ہے۔ ڈویژنل انسپکٹر لوکل باڈیز لاہور میونسپل کمیٹی کے طریق کار کے متعلق اپنی رپورٹ پیش کرنے والے ہیں رپورٹ کے گورنمنٹ کے سامنے آنے پر میونسپل کمیٹی کے متعلق کارروائی کی جائے گی۔

لنڈن ۱۹ اپریل۔ پیرس سے آمدہ اس خبر کے متعلق کہ حکومت ترکیہ نے دردانیال کے غیر معافی علاقہ میں اپنی افواج بھیج دی ہیں لنڈن میں کوئی تصدیق نہیں ہوئی۔ ترکی کی ایک خبررساں ایجنسی نے اس خبر کی صداقت سے انکار کیا ہے۔

لنڈن ۱۹ اپریل۔ برما کے نئے گورنر عنقریب مارسیلز سے عازم ہند ہو جائیں گے

پیرس ۱۹ اپریل۔ فرانس کی چیمبر کے انتخابات شروع ہیں ۶۱۵ نشستوں کے لئے پانچ ہزار امیدوار اس مہم میں شامل ہیں۔

لنڈن ۱۹ اپریل۔ اخبار "نیوز کرانیکل" کا نامہ نگار لکھتا ہے۔ کہ جدید آئین کے تحت مرکز اور صوبوں کے مالی تعلقات کے متعلق سر اٹو نیمیر نے اپنی رپورٹ وزیر ہند کے سامنے پیش کر دی ہے۔ اور وہ آئندہ ہفتہ شائع ہوگی۔

برلن ۱۹ اپریل۔ جرمنی کا ایک تین انجنوں والا فوجی طیارہ سوئٹزرلینڈ کے علاقہ میں گر گیا جس کے نتیجہ میں تین اشخاص ہلاک ہوئے۔ باقی ماندہ دو اشخاص نہایت نازک حالت میں پڑے ہیں۔

لاہور ۱۹ اپریل۔ ملک سر فیروز خان نون وزیر تعلیم پنجاب کو ہائی کمشنری کے عہدہ کی پیشکش کئے جانے کی خبر کے متعلق ذمہ دار دائرہ

میں اطلاع ہیں۔ ایسوسی ایٹڈ پریس کی تحقیقات مظہر ہے کہ یہ خبر صحیح نہیں۔

بمبئی ۱۹ اپریل۔ مسٹر ایم اے جناح صدر آل انڈیا مسلم لیگ نے بمبئی کے اجلاس کے اس فیصلہ کی بنا پر کہ آئندہ انتخابات کی مہم میں حصہ لینے کے لئے مرکزی اور صوبجاتی پارلیمنٹری بورڈ مقرر کئے جائیں۔ ۲۷، ۲۸ اپریل کو مختلف اضلاع کے مسلم رہنماؤں کا ایک اجلاس طلب کیا ہے۔ پچاس کے قریب قائدین اس میں شریک ہونگے۔

امرتسر ۱۸ اپریل۔ گیہوں حاضر ۳ روپے ۴ آنے سے ۳ روپے ۸ آنے تک نخود حاضر ۲ روپے سونا دیسی ۳۵ روپے ۱۰ آنے اور چاندی دیسی ۵۲ روپے ہے۔

قاہرہ (بذریعہ ڈاک) ایک اطلاع مظہر ہے کہ مصر کے ریگستان میں ایک مشہور تجارتی ہوائی مستقر کو برطانوی فوجی چھاؤنی میں تبدیل کیا جارہا ہے۔ فی الحال تعمیر کے لئے پانچ لاکھ روپے منظور کئے گئے ہیں۔

ماسکو ۱۹ اپریل۔ سوویٹ روس نے افغانستان کے لئے اپنا سفیر مقرر کر دیا ہے

شنگھائی ۱۹ اپریل۔ ایک چینی اخبار کا نامہ نگار کا شغر سے لکھتا ہے۔ کہ سوویٹ روس اور سنکیانگ گورنمنٹ کے درمیان ایک جدید ریلوے لائن اور سڑک کی تعمیر کے متعلق خفیہ گفت وشنید ہو رہی ہے۔ سوویٹ گورنمنٹ نے وعدہ کیا ہے۔ کہ وہ لمبے عرصہ کے لئے قرضہ دیگر مالی امداد بھی کرے گی۔ معلوم ہوا ہے سوویٹ کی ان سرگرمیوں کی وجہ یہ ہے کہ وہ جاپان کے خلاف اندرونی منگولیا کی سرحدوں کو مضبوط کرنا چاہتی ہے۔

لنڈن ۱۹ اپریل۔ کمیٹی تحفظ حبشہ کی صدر ڈچز آف اتھول نے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ زہریلی گیس کے اثر سے بچانے کے لئے اہل حبشہ کو نقاب خرید کر مہیا کئے جائیں۔ اور اس غرض کے لئے رقوم جمع کی جائیں۔

پشاور ۱۹ اپریل۔ مسٹر برین کمشنر اصلاح دیہات نے جوان دنوں ایک نمائشی گاڑی

صوبہ سرحد میں لے گئے ہیں۔ یہ تجویز پیش کی ہے کہ صوبہ سرحد میں بھی پنجاب کی طرح مصالحتی قرضہ بورڈ بنایا جائے۔ جو قرضہ کی مشکلات کو حل کرے

جالندھر ۱۹ اپریل۔ جالندھر کے اردگرد کے بعض مقامات پر طاعون نمودار ہو رہی ہے کچھ اموات بھی ہوئی ہیں۔ اس سلسلہ میں احتیاطی تدابیر عمل میں لائی جارہی ہیں۔

بمبئی ۱۹ اپریل۔ جمعہ کے روز بمبئی کے مسلمانوں کی طرف سے لارڈ ولنگڈن کو الوداعی ایڈریس پیش کیا گیا۔ جس کے جواب میں انہوں نے کہا۔ کہ مجھے اس امر کی خوشی ہے۔ کہ ہندوستان سے جانے سے پہلے مجھے مسلمانوں سے ملنے کا ایک اور موقع ملا ہے۔ ہندوستان میں امن کی بنا کی فضا قائم رکھنے کے متعلق کہا۔ میں ہندوستان کے مسلمانوں کی اس امداد کے لئے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جو وہ میرے ہندوستان میں قیام کے دوران میں مجھے بہم پہنچاتے رہے ہیں۔ مسلمانوں کے ذمہ دار اصحاب کا تمام رحجان غیر آئینی ہنگامہ آرائی کے خلاف رہا ہے۔ اور اگرچہ وہ اپنے مطالبات پر زور دیتے رہے ہیں اور اپنے مفاد کی حفاظت کے لئے سرگرم عمل رہے ہیں۔ تاہم انہوں نے اس بہت بڑے مقصد کو کبھی نظر انداز نہیں کیا۔ جو ہم سب کے پیش نظر ہے۔ یعنی متحدہ ہندوستان کی سیاسی ترقی۔

سرگودہا ۱۹ اپریل۔ شہر سرگودہا اور اردگرد کے دیہات میں طاعون زور سے پھیلی ہوئی ہے۔ شہر کے لوگ گھروں کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں اور گذشتہ ہفتہ طاعون کے کئی کیس ہو چکے ہیں

ماسکو ۱۹ اپریل۔ حکومت جمہوریہ ترکیہ نے اعلان کیا تھا۔ کہ موجودہ حالات میں دردانیال اور گیلی پولی کی قلعہ بندی ضروری ہے۔ لہٰذا معاہدہ لوزان کی دفعات پر دوبارہ غور وخوض کیا جائے اور اپنے اس فیصلہ کے متعلق ان تمام حکومتوں کو آگاہ کر دیا تھا۔ جنہوں نے معاہدہ لوزان پر دستخط کئے تھے۔ سوویٹ روس نے ترکیہ کی اس تجویز کی تائید کی ہے۔ اور معاہدہ لوزان کی تجدید کے متعلق گفت وشنید کو ضروری قرار دیا ہے۔

امرتسر ۱۹ اپریل۔ آل انڈیا میڈیکل

لائسنس یافتگان ایسوسی ایشن (پنجاب برانچ) کی خاص کانفرنس ۲۳ اور ۲۴ اپریل کو پرانے میڈیکل سکول امرتسر کی عمارت میں منعقد ہوگی۔ صدر استقبالیہ کمیٹی تمام میڈیکل لائسنس یافتگان کو اس میں شرکت کی دعوت دیتے ہیں۔

روما ۱۹ اپریل۔ اس خبر کی تصدیق نہیں ہوئی۔ کہ جرنیل گریزیانی کی افواج نے ہرار پر قبضہ کر لیا ہے۔ یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ وہ اطالوی دستے موٹو روڈ کی طرف پیش قدمی کر رہے ہیں۔

جنیوا ۱۹ اپریل۔ چونکہ تیرہ ارکان کی کمیٹی نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ حبشہ اور اطالیہ کے درمیان مفاہمت ناممکن ہے۔ لہٰذا یہ معاملہ مجلس اقوام کے پاس بھیج دیا گیا ہے۔

بمبئی ۱۹ اپریل۔ کراچی سے جو مسافر بحری اور ہوائی جہازوں کے ذریعہ مصر جاتے تھے وہاں انہیں طاعون کا ٹیکہ کرانا پڑتا تھا۔ اور قرنطینہ میں ٹھہرنا پڑتا تھا۔ لیکن اب حکومت ہند کے محکمہ صحت عامہ کے ڈائرکٹر کو ایک تار موصول ہوا ہے۔ کہ یہ قیود ہٹا لی گئی ہیں

طہران (بذریعہ ڈاک) پردہ کی رسم کے خلاف حکومت ایران کے قوانین نافذ ہو گئے ہیں۔ تمام پبلک مقامات میں برقعہ پوش عورتوں کو آنے کی ممانعت کر دی گئی ہے

لاہور ۱۹ اپریل۔ آج منٹو پارک میں مشہور رستم ہند پہلوان کریم اور جیجا پہلوان کے درمیان کشتی ہوئی۔ جس میں جیجا نے اپنے حریف کو پچھاڑ دیا۔

عدیس آبابا ۱۹ اپریل۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ اطالوی فوج نے ججیگا پر بھی قبضہ کر لیا ہے۔

لائلپور ۱۹ اپریل۔ آج لائلپور میں روئی کے ایک کارخانہ میں تباہ کن آگ بھڑک اٹھی اور میونسپٹی کے فائر بریگیڈ کی متواتر تین گھنٹوں کی کوشش کے بعد ہی نہ بجھ سکی۔ ابھی تک نقصان کا اندازہ نہیں کیا جاسکا۔

حیدرآباد (سندھ) ۱۹ اپریل لکھمی برادرز کے روئی کے کارخانہ میں آگ لگ گئی جس سے پانچ ہزار روپیہ کی روئی جل کر راکھ ہو گئی۔

عدیس آبابا ۱۹ اپریل۔ اطالیہ کی جھوٹی اور مبالغہ آمیز افواہوں کی تردید کی گئی ہے۔ اور

عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر وپبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا۔ اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر غلام نبی

معارف القرآن

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے فرمودہ درس قرآن شریف کے نوٹ

معارف القرآن

بہت سی روایات ہیں۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جہراً بھی بسم اللہ پڑھ لیا کرتے تھے۔ گو آہستہ پڑھنے کا زیادہ ثبوت ملتا ہے مگر اونچا پڑھنے کی نفی نہیں ہے۔ پس اس سے یہ استدلال نہیں کیا جاسکتا کہ یہ آیت سورۂ فاتحہ کا حصہ نہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر یہ آیت ہر سورۃ کا حصہ ہوتی تو سورۂ براٰۃ سے پہلے کیوں نہ لکھی جاتی۔ اِسکا جواب یہ ہے کہ براٰۃ سے پہلے نہ لکھا جانا تو اس امر کا ثبوت ہے کہ اس کی تحریر الہاماً تھی نہ کہ قیاساً۔ پس یہ دلیل ہمارے دعویٰ کے خلاف نہیں بلکہ اس کی تائید میں ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ سورۂ براٰۃ الگ سورۃ نہیں ہے بلکہ انفال کا حصہ ہے۔ اور چونکہ انفال پر بسم اللہ آچکی ہے اس لئے براٰۃ سے پہلے بسم اللہ آنے کی کوئی وجہ نہ تھی۔ وہ سورۂ انفال کا اہم باب ہے۔ اس لئے اسے الگ لکھنے کا حکم دیا گیا ہے ورنہ وہ الگ سورۃ نہیں ہے۔

(ج) ب کے معنے ذریعہ یا ساتھ کے ہیں۔ اور اس کے بعد کا لفظ اِسْمٌ ہے۔ عام قاعدہ کے مطابق اس لفظ کو بِاسْمِ اللّٰہِ لکھنا چاہیئے تھا لیکن لکھا بِسْمِ اللّٰہِ جاتا ہے۔ الف کو اڑا ہی دیا جاتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ چونکہ ہر سورۃ سے پہلے بسم اللہ لکھی جاتی ہے۔ اور ہر کام سے پہلے اس کے پڑھنے کا حکم ہے۔ اس لئے اس کا ہمزہ جو پڑھنے میں نہیں بولا جاتا لکھنے میں بھی اڑا دیا گیا۔ عربی زبان کے دستور کے مطابق کثرت استعمال کی وجہ سے تخفیف کر دیجاتی ہے۔ کسائی ایک امام نحو گزرے ہیں انکا اور اخفش کا جو ایک اور عالم نحو ہیں یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سب ناموں سے پہلے ہمزہ اڑایا جاسکتا ہے۔ لیکن باقی ائمہ اس دعویٰ کے قائل نہیں اور انکے خیال میں یہ امر قیاس سے تعلق نہیں رکھتا۔ جس طرح روایت ثابت ہو اسی کے مطابق عمل چاہیئے۔ چنانچہ فراء ایک تیسرے امام نحو نے اس دعوے کی تردید کی ہے۔ (محیط صـ۱۶)

(د) عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ حروف جارہ کا متعلق فعل کبھی محذوف کر دیتے ہیں۔ گویا وہ تحریر میں نہیں آتا۔ لیکن معنے کرتے وقت اسکو مدنظر رکھ لیتے ہیں۔ اسی قاعدہ کے ماتحت ب جو حرف جر ہے اس کے پہلے ایک فعل مقدر ہے۔ یعنی ایک فعل ہے جو تحریر میں نہیں آیا لیکن اس کے معنے کرنے پڑتے ہیں۔ بلکہ اس کے معنے کرنے کے بغیر اس آیت کے معنے پورے ہو ہی نہیں سکتے۔ بسم اللہ سے پہلے وہ مقدر فعل کیا ہے؟ اسمیں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک وہ فعل امر ہے قَرَءَ سے یعنی "پڑھ"۔ اور بعض کے نزدیک وہ فعل مضارع ہے شَرَعَ یا اِبْتَدَأَ یا قَرَأَ سے۔ یعنی "میں شروع کرتا ہوں" یا "میں پڑھتا ہوں"۔ زمخشری نے لکھا ہے کہ محذوف فعل بسم اللہ کے بعد ہے۔ یعنی اَقْرَءُ بِسْمِ اللّٰہِ کی جگہ بِسْمِ اللّٰہِ اَقْرَءُ ہے۔ عربی کے لحاظ سے یہ بھی درست ہے۔ اس صورت میں بسم اللہ کے معنوں میں زور پیدا ہو جائیگا۔ کیونکہ فعل کو بعد میں لانے سے اختصاص پیدا ہو جاتا ہے۔ یا بعض کے نزدیک زور پیدا ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بعد میں فعل محذوف ماننے سے بسم اللہ کے معنے یہ ہونگے "میں تو صرف اللہ کا نام لیکر پڑھتا ہوں"۔ یعنی خدا تعالیٰ کے سوا دوسروں کے نام سے برکت لینے کا میں قائل نہیں۔ یا یہ معنے ہونگے کہ "میں اللہ کا نام لیکر پڑھتا ہوں"۔ یعنی میں اس عظیم الشان ہستی کا نام لیکر پڑھتا ہوں کہ جس کا نام لینے سے عظیم الشان نتائج کی امید رکھی جاسکتی ہے۔

جو لوگ فعل کو بسم اللہ سے پہلے محذوف قرار دیتے ہیں وہ اپنے استدلال کی بناء اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ (سورۂ علق ع۹۵ آیت ۱) کی آیت پر رکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ اس آیت میں اِقْرَاْ کو خدا تعالیٰ نے پہلے رکھا ہے۔ زمخشری اسکا جواب یہ دیتا ہے کہ وہ موقعہ اَور ہے۔ وہاں چونکہ پڑھنے پر زور دینا تھا اس لئے پڑھنے کے لفظ کو پہلے رکھا گیا ہے۔ میرے نزدیک زمخشری کا استدلال نہایت لطیف ہے۔ اور اس کا مزید ثبوت حدیث بدءِ وحی سے بھی ملتا ہے۔ کیونکہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ ابتداءً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جبریل کے کہنے کے باوجود کہ پڑھ، پڑھنے سے انکار کیا۔ اور فرمایا کہ مَا اَنَا بِقَارِیٍٔ مجھے تو پڑھنا نہیں آتا۔ (بخاری باب كَيْفَ كَانَ بَدَأَ الْوَحْيِ) پس وہ موقع ایسا تھا کہ اسوقت پڑھنے کے لفظ پر زور دینا مقصود تھا۔ تا آپؐ پڑھنے کی ضرورت کو محسوس کریں۔ لیکن جب قرآن کریم نازل ہو چکا۔ تو اب پڑھنے کی ضرورت پر زور دینے کی وجہ نہیں۔ اب تو اس اخلاص پر زور دینے کی ضرورت ہے جس سے انسان قرآن کریم کی تلاوت کرتا ہے۔

(ھ) بسم اللہ ہر سورۃ کے پہلے رکھی گئی ہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کتنا ہی عمدہ سے عمدہ کام ہو۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ شریر انسان اس میں بھی بدی کا کوئی نہ کوئی پہلو نکال ہی لیتا ہے۔ اور بہت دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ انسان کوئی اچھا کام شروع کرتا ہے لیکن آگے چل کر ایسی ٹھوکر کھاتا ہے کہ تباہ ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی کی نسبت مشہور روایت ہے کہ آپؐ اسے وحی قرآن لکھوا رہے تھے کہ یکایک اس کے منہ سے فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ نکل گیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ وحی کے الفاظ یہی ہیں یہی لکھ لو۔ اس بدبخت نے سمجھا کہ میرے منہ سے ایک اچھا جملہ نکل گیا تھا۔ وہ انہوں نے نقل کر دیا ہے۔ اور اسے یہ نہ سوجھا کہ قرآن کریم کی عبارت خود بولتی ہے۔ پس جس طرح اچھے شعر کو لوگ آدھا سنکر اسکا بقیہ حصہ معلوم کر لیتے ہیں۔ اسی طرح وحی کے پہلے حصہ نے اگلے حصہ کو خود واضح کر دیا ہے۔ اور اس نکتہ کے نہ سمجھنے کی وجہ سے وہ مرتد ہو گیا۔ اور خیال کر لیا کہ قرآن کریم درحقیقت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنایا ہوا ہے۔

دیکھو کتنا عظیم الشان کام وہ کر رہا تھا لیکن شیطان نے اس کے دل میں ایسی بات ڈال دی جس سے وہ تباہ ہو گیا۔ اسی طرح بہت سے لوگ نیکی کے کاموں میں مشغول ہوتے ہیں لیکن بیچ میں شیطان ایسی بات پیدا کر دیتا ہے جس سے وہ اصل حقیقت سے بہت دور نکل جاتے ہیں اور آخر تباہ ہو جاتے ہیں۔ پس اس خطرہ سے بچانے کے لئے قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ نے بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ سے شروع

کیا ہے گویا بتایا ہے کہ یہ کام تو بہت نیک ہے کہ تم قرآن شریف کو پڑھنے لگے ہو مگر پھر بھی خدا تعالیٰ سے مدد طلب کر لیا کرو۔ کیونکہ اچھے سے اچھے کاموں میں بھی ٹھوکریں لگجاتی ہیں جو دین سے بے بہرہ کر دیتی ہیں۔ پس ایک منٹ بھی خدا تعالےٰ کی مدد کے بغیر رہنا ٹھیک نہیں۔

اکثر لوگ بڑے بڑے اعلیٰ مقامات پر پہنچ کر گر جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ انکو کشوف اور الہامات بھی ہوتے ہیں لیکن پھر بھی انکو ٹھوکر لگ جاتی ہے۔ ڈاکٹر عبد الحکیم کی نسبت میں نہیں خیال کرتا کہ مرتد ہونے سے پہلے اس کو الہام نہیں ہوتے تھے لیکن تکبر نے اسکا انجام خراب کر دیا۔ اسکو یہ گھمنڈ ہو گیا تھا کہ مجھے بھی الہام ہوتے ہیں اور مرزا صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السّلام) کو بھی ہوتے ہیں تو ہم میں فرق ہی کیا ہوا۔ اسی بات سے وہ گمراہ ہو گیا۔ اسی طرح کہیں کوئی بادشاہ دوسرے بادشاہ کو ذلیل سمجھتا ہے۔ کہیں ایک عالم دوسرے عالم کو حقیر خیال کرتا ہے۔ کہیں ایک متقی دوسرے متقی کی ہتک کرتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خود تکبر کی وجہ سے تباہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے مومن کو خدا تعالیٰ نے ہدایت فرمائی ہے کہ تم اپنے سب کاموں میں خواہ کوئی کام کتنا ہی اعلیٰ اور اچھا ہو خدا سے مدد طلب کیا کرو۔ اور مدد بھی اس خدا سے جو رحمٰن و رحیم ہے۔

(۹) یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے صرف رحمٰن و رحیم دو صفات کا ہی کیوں ذکر کیا ہے حالانکہ اور بھی بہت سی صفات ہیں؟ اس کا ایک جواب یہ ہے کہ جو کام بھی انسان کرتا ہے اس کے لئے دو باتیں ضرور ہونی چاہئیں۔ اول یہ کہ سامان میسر آجائے۔ دوم یہ کہ ان سامانوں سے نیک نتائج پیدا ہوں۔ مثلاً ایک شخص جو قرآن پڑھنا چاہتا ہے۔ اول اس کو قرآن شریف ملے۔ پھر اسکی آنکھیں اور کان ہوں۔ پھر اس کے دل میں پڑھنے کی تحریک پیدا ہو۔ اور وساوس اسکو رکنے کا باعث نہ ہوں تو اتنی ضرورتوں کے پورا کر چکنے کے بعد اسکو پڑھنے کا موقع ملے گا۔ سو اللہ تعالےٰ کی صفت رحمانیت وہ سامان مہیا کرتی ہے جن کی مدد سے کام شروع کیا جاتا ہے۔ پھر جب رحمانیت کی صفت سے فائدہ اٹھا کر انسان کام کرتا ہے تو صفت رحیمیت کا ظہور ہوتا ہے۔ یعنی اس کام میں تسلسل اور تکرار پیدا کیجاتی ہے۔ اور انسان کے عمل کو اس حد تک کامل کیا جاتا ہے کہ وہ نعمت کا مستحق ہو جاتا ہے۔

پس اصولی طور پر انہی دو صفات کی ہر کام کے لئے انسان کو ضرورت ہوتی ہے اور اسوجہ سے انہی کو بسم اللہ میں شامل کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ تم خصوصیت سے خدا کی رحمانیت اور رحیمیت کو مد نظر رکھو۔ کیونکہ ان کے بغیر دنیا کا کوئی کام نہیں چل سکتا۔ بعض دفعہ سامان تو مہیا ہوتے ہیں لیکن ان کا نتیجہ ٹھیک نہیں نکلتا۔ اسکی وجہ یہی ہوتی ہے کہ رحیمیت کی صفت اُن اسباب پر اپنا اثر نہیں ڈالتی۔ مثلاً استسقاء کی بیماری ہے جسمیں خواہ کسقدر پانی پیا جائے بیمار کی پیاس نہیں بجھتی۔ تو گویا پانی میسر ہوتا ہے ہاتھ پانی کے پکڑنے۔ منہ گھونٹ بھرنے۔ حلق نگلنے اور پیٹ جمع رکھنے کے لئے موجود ہوتا ہے لیکن پھر بھی سیری نہیں ہوتی۔ سو اللہ تعالےٰ کی رحیمیت اس کی وہ صفت ہے جو انسانی اعمال و افعال کو صحیح راہ پر چلا کر اعلیٰ سے اعلیٰ نتائج مرتب کرتی ہے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ رحمٰن اور رحیم میں دوسری صفات اجمالاً شامل ہیں۔ اور یہ دونو صفات سب صفات کی جامع ہیں۔ پس یہ سورۃ فاتحہ کا خلاصہ ہے، جو آگے تمام قرآن کریم کا خلاصہ ہے۔

کسی بات کو سمجھنے کا یہ طریق ہے کہ مختصر کو مفصل اور مفصل کو مختصر کر دو۔ اور پھر باہم تطبیق دے لو۔ علم طبقات الارض کا ماہر ایک طرف تمام پہاڑوں کی حقیقت بیان کریگا دوسری طرف بطور مثال ایک پہاڑی یا اس کے حصہ کو لے لیگا۔ غرض ہر چیز کے حسن و قبح جاننے کے لئے ضروری ہے کہ اس کو بڑا کر کے بھی دیکھا جائے اور چھوٹا کر کے بھی۔ بڑی تصویر سے تفصیل معلوم ہوگی۔ اور چھوٹی سے ایک نظر میں تمام تفاصیل یکدم ذہن میں آجائیں گی۔ پھر ہر دو اندازوں کو ملانے سے مطلوبہ علم حاصل ہوگا۔ قرآن کریم نے بھی یہی طریق اختیار کیا ہے۔ اور ہر سورۃ کے ابتداء میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ رکھ کر بتا دیا ہے کہ جو کچھ بھی شریعت میں ہے وہ رحمانیت اور رحیمیت کی صفت کے ماتحت ہے۔ پس کسی سورۃ کے مطالب کو سمجھتے ہوئے کسی ایسے مفہوم کو درست نہیں سمجھنا چاہیئے جو ان صفات کے خلاف ہو۔ مثلاً خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوۡبِہِمۡ سے اگر کوئی یہ نتیجہ نکالے کہ خدا تعالیٰ بلا وجہ کسی کے دل پر مُہر لگا دیتا ہے تو یہ غلط ہوگا۔ کیونکہ یہ اس کی صفت رحمانیت کے خلاف ہے۔

تیسرا جواب یہ ہے کہ صرف ان دو صفات کو ہر سورۃ کے شروع میں بیان کر کے یہ بتایا گیا ہے کہ دنیا کی ہر چیز کی ابتداء نیکی سے کی گئی ہے۔ اور بدی کے لئے کوئی چیز بھی پیدا نہیں کی گئی۔ بلکہ ہر چیز کو اللہ تعالےٰ نے نیک مقصد کے ساتھ پیدا کیا ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اللہ تعالےٰ پر جو مستجمع جمیع کمالات و صفات ہے اعتراض پیدا ہوتا تھا کہ اس نے بدی کو کیوں پیدا کیا۔ اسی حکمت کی بناء پر اس آیت میں کسی صفت جلالی کا ذکر نہیں کیا گیا۔

اصل بات یہ ہے کہ بدی پیدا ہی بسم اللہ کو چھوڑنے سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس مضمون کی تفسیر اس آیت میں بیان فرمائی ہے کہ مَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (سورۂ ذاریات ع۳ آیت ۵۶) ہم نے جنوں اور انسانوں کو اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ ہماری معرفت حاصل کریں۔

غرض انسانی پیدائش اور دوسری مخلوق چونکہ انسان کے تابع ہے۔ پیدائش عالم اس آیت کی رو سے ترقی کے لئے پیدا کی گئی ہے نہ کہ تنزل اور تباہی کے لئے۔ بسم اللہ میں صرف رحمانیت اور رحیمیت کا ذکر کر کے بھی اسی مضمون کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ تمام چیزیں جو دنیا میں پائی جاتی ہیں اپنی ابتداء کے لحاظ سے بے شر ہیں اور محض خیر کے لئے پیدا کی گئی ہیں۔ دنیا کی کوئی چیز بھی بری نہیں۔ تمام اشیاء کا منبع خیر ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" میں اس مضمون کو کھول کر بیان فرمایا ہے۔ اور میں نے اسکی وضاحت اپنی کتاب "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" میں کی ہے۔

دیکھو سنکھیا جو ایک زہر ہے اگر سال میں چند سو آدمیوں کی موت کا موجب بنتا ہے تو لاکھوں آدمیوں کی صحت اور شفا کا موجب بھی ہوتا ہے۔ پرانے سے پرانا ملیریا جو کونین کے اثر کو قبول نہیں کرتا۔ اسمیں جب سنکھیا مناسب مقدار سے کھلایا جائے تو بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح اور بہت سے امراض میں سنکھیا مفید ہے۔ اور آتشک جیسے موذی مرض کے علاج کا جزو اعظم ہے۔ پس تعجب ہے کہ یہ تو دیکھتے ہیں کہ سنکھیا سے مرے کتنے ہیں لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ اس کے ذریعہ سے ہلاک ہونے سے کتنے بچے ہیں۔ اگر وہ ان فوائد کو دیکھتے جو سنکھیا سے دنیا اٹھا رہی ہے اور اٹھا سکتی ہے۔ تو سمجھ جاتے کہ سنکھیا کو اللہ تعالیٰ نے

مارنے کے لئے پیدا نہیں کیا بلکہ اس لئے پیدا کیا ہے کہ اس کے ذریعہ سے لوگ شدید امراض کا علاج کریں اور فائدہ اٹھائیں۔ اس سے نقصان وہی اٹھاتا ہے جو اس کا غلط استعمال کرتا ہے۔ اور غلط استعمال سے تو اعلیٰ سے اعلیٰ غذائیں بھی مضر ہو جاتی ہیں۔ مثلاً اگر کوئی شخص اعلیٰ سے اعلیٰ غذا کھاتا ہی چلا جائے تو وہ بھی اس کو مار دیگی اور اس کا پیٹ پھٹ جائے گا۔ یا کوئی بیماری اسے لاحق ہو جائیگی۔ لیکن اس خطرہ کی موجودگی کیوجہ سے کوئی شخص غذاؤں کو بُرا نہیں کہتا۔ اور نہ انکی وجہ سے اللہ تعالےٰ پر اعتراض کرتا ہے۔

اسی طرح خدا تعالیٰ نے انسان کو ہاتھ پکڑنے کے لئے دیا ہے۔ لیکن اگر اس کے ساتھ گھونسے مارے جائیں تو نتیجہ برا ہو گا۔ لیکن کیا اس سے ہاتھوں کی پیدائش پر اعتراض ہو سکتا ہے۔ پس حق یہ ہے کہ جو چیزیں مضر نظر آتی ہیں انمیں بھی انسان کے لئے فوائد رکھے گئے ہیں۔ صرف غلط استعمال سے وہ بری ہو جاتی ہیں۔ حقیقت انکی اچھی ہی ہے۔ حتیٰ کہ سانپ اور بچھوؤں میں بھی فوائد ہیں۔ اور ان کے ذریعہ سے سینکڑوں علاج کئے جاتے ہیں۔ وہ مچھر جن کے ذریعہ ملیریا پھیلتا ہے انکی یہاں سے تھیلیاں بھر بھر کر ولایت بھیجی جاتی ہیں۔ کیونکہ ٹھنڈا ملک ہونے کی وجہ سے وہاں مچھر پیدا نہیں ہوتا۔ اور پاگلوں کے لئے مچھروں کا کاٹنا ایک کامیاب علاج سمجھا گیا ہے۔ اس سے جنون میں افاقہ ہو جاتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ایسی ہزاروں چیزیں ہیں کہ جن کے فوائد معلوم نہیں۔ مگر عدم علم کسی چیز کا اس کے بیفائدہ ہونے کی دلیل نہیں ہو سکتا۔ اگر ہمارے علم کی کوتاہی کی وجہ سے اسکا فائدہ معلوم نہ ہو سکے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ چیز بیفائدہ یا بُری ہے۔

غرض بسم اللہ میں اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ دنیا میں ہر چیز صفتِ رحمت کے ماتحت پیدا کی گئی ہے۔ اور کوئی چیز بھی ایسی نہیں جس کی پیدائش میں رحمت کو مدنظر نہ رکھا گیا ہو۔ اور یہ آیت ہر چیز کو اس کے حقیقی مقصد کے لئے استعمال کرنے کی طرف انسان کی راہ نمائی کرتی ہے۔ اور اسے بتاتی ہے کہ دنیا کی ہر شئے میں کوئی فائدہ ہے۔ تم کو اس فائدہ کو معلوم کر کے اس سے نفع حاصل کرنا چاہیئے۔ اور غلط استعمال کی وجہ سے نقصان نہیں اٹھانا چاہیئے۔ جب بھی تم اس کا صحیح استعمال کرو گے صفتِ رحیمیت تمہاری مدد کے لئے آ جائے گی۔ اور تم بہترین انعامات کے وارث ہو جاؤ گے۔

بعض لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اس آیت کو ہر سورۃ کے ابتداء میں کیوں دوہرایا گیا ہے؟ مگر یہ اعتراض قلت تدبر کیوجہ سے پیدا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ آیت دوہرائی نہیں گئی بلکہ ہر سورۃ میں مستقل معنے رکھتی ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ حکیم اور دوسروں کے کلام میں فرق ہوتا ہے۔ حکیم کے کلام کا کوئی لفظ بلکہ حرکت بھی بلا مفہوم و مقصد نہیں ہوا کرتی۔ انسان تو اس بارہ میں پوری احتیاط نہیں کر سکتا۔ مگر خدا تعالیٰ کے کلام میں یہ باتیں ضرور پائی جاتی ہیں۔ قرآن کریم کا اسلوب گواہ ہے کہ یہ علیم و حکیم خدا کا کلام ہے۔ قرآن کریم میں جو بعض واقعات بظاہر تکرار آتے ہیں۔ غور کرنے سے معلوم ہو سکتا ہے کہ انہیں تکرار نہیں بلکہ ہر دفعہ ان کا نیا مفہوم ہوتا ہے۔ آدھ آدھ گھنٹہ کے بعد کھانا کھانے والے کو کہہ سکتے ہیں کہ تم بار بار کھاتے ہو مگر ہر روز صبح و شام کھانے والے کو بار بار کھانیوالا نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ آخری صورت ضرورت اور محل پر ہے۔ پس تکرار وہی معیوب فعل کہلاتا ہے جو لغو اور بلا ضرورت ہو۔ اور موقع محل کے مطابق نہ ہو۔ مگر قرآن کریم میں ایسا کوئی لفظ یا جملہ نہیں۔ ہر لفظ اور جملہ سے ہر جگہ نئے فوائد اور نئے اغراض مقصود ہیں۔ چنانچہ بسم اللہ کو ہر سورۃ سے پہلے ہے۔ لیکن ہر جگہ اس کے الگ معنے ہیں۔ سورۃ فاتحہ کی بسم اللہ کے اَور معنی ہیں اور سورۃ بقرہ کی بسم اللہ کے اَور۔ اسی طرح سورۃ نساء اور سورۃ مائدہ کی ابتداء میں جو بسم اللہ ہے ان کے الگ الگ معنے ہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ بسم اللہ کا تکرار ہو گیا ہے غلط ہے۔ تکرار تو اس صورت میں سمجھا جاتا جبکہ اس کے ہر جگہ ایک ہی معنے لئے جاتے۔ اور اُن معنوں کی اس جگہ ضرورت نہ ہوتی۔ لیکن جس صورت میں کہ اسکی ہر جگہ الگ الگ غرض ہے۔ تو اسے تکرار کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ مثلاً بسم اللہ میں رحمت کا ذکر ہے۔ یہ رحمت ہر سورۃ میں الگ قسم کی ہے۔ پس سورۃ فاتحہ میں جس قسم کی رحمت کا ذکر ہے اسکی بسم اللہ میں اسکی طرف اشارہ ہے۔ اور سورۃ بقرہ میں جس رحمت کا ذکر ہے اسکی بسم اللہ میں اسکی طرف اشارہ ہے۔ سورۃ آل عمران میں جس رحمت کا ذکر کیا گیا ہے اسکی بسم اللہ میں اسکی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ پس گو بظاہر لفظ رحمت کا تکرار نظر آتا ہے مگر در اصل ہر جگہ اَلرَّحْمٰنِ اور اَلرَّحِیْمِ نے نئی تجلی پیش کی ہے۔

پس بسم اللہ کا ہر سورۃ کے شروع میں رکھا جانا الگ الگ اقسام رحمت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ جیسے اگر کہیں کہ فلاں شخص رحم کیا۔ تو اس کے معنے کبھی بھوکے کو کھانا کھلانے کے ہوں گے۔ کبھی ننگے کو کپڑا پہنانے کے اور کبھی بیمار کا علاج کرنے کے۔ پس اگر کسی سورۃ کے شروع میں یہ آیت نہ ہو تو اس کا مضمون ادھورا رہ جائے گا۔

(ح) بسم اللہ کے متعلق ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اللہ کے نام سے کیوں کہا ہے؟ یہ کہنا چاہیئے تھا کہ اللہ ہی کی مدد سے میں پڑھتا ہوں۔ یا اللہ ہی کی مدد سے شروع کرتا ہوں۔

ماہرین ادب نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ باء قسم کے لئے بھی آتی ہے اور استعانت یعنی مدد طلب کرنے کے معنوں میں بھی۔ پس یہ بتانے کے لئے کہ یہاں قسم مراد نہیں۔ بلکہ مدد طلب کرنا مراد ہے۔ اسم کا لفظ زائد کر دیا گیا ہے۔

میرے نزدیک اس حکمت کے علاوہ اور بھی بہت سی حکمتیں ہیں۔ مثلاً

(۱) اول اسم کا لفظ بڑھا کر اس طرف اشارہ کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات کو یہ خصوصیت ہے کہ اس کے اسماء بھی برکت والے ہیں۔ برخلاف دوسری چیزوں کے کہ ان کے اندر جو خوبی ہو ان کے ناموں میں اسکا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ وہ عالم الغیب نہیں۔ ایک شخص خربوزہ خربوزہ کرتا رہے تو اس کے منہ میں خربوزہ کا مزہ نہیں آئے گا۔ لیکن یا رَحْمٰنُ۔ یا رَحْمٰنُ کرے۔ تو اس کے قلب میں رحمت کی لذت محسوس ہونے لگے گی۔ اور رحمانیت کی صفت اس کے قریب آ جائے گی۔

(۲) دوسری حکمت یہ ہے کہ اس جملہ سے شروع میں ہی اسماء الٰہی کی طرف توجہ دلا دی گئی ہے جو روحانی ترقی کے نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ مادی اشیاء کا وجود چونکہ محسوس ہوتا ہے۔ انکو دیکھ یا چھو کر انسان ان سے نفع حاصل کر سکتا ہے لیکن اللہ تعالےٰ کا وجود لطیف ہے۔ لَا تُدْرِکُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ یُدْرِکُ الْاَبْصَارَ (سورۃ انعام ع ۱۳ آیت ۱۰۲۔ ع ۱۳) انسانی

بینائی اس تک نہیں پہنچ سکتی۔ ہاں وہ انسانی عقل تک پہنچ کر اپنا وجود ثابت کرتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کے وصال کا ذریعہ صرف اسکی صفات ہیں۔ صفات سے تعلق پیدا کرتے کرتے انسان اللہ تعالیٰ تک پہنچتا ہے۔ پس اس طرف شروع میں ہی توجہ دلا دی کہ خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے کا یہ ذریعہ نہیں کہ اسے آنکھوں سے دیکھنے یا ہاتھوں سے چھونے کی کوشش کرو۔ بلکہ اس کا ذریعہ یہ ہے کہ اس کے ناموں کے ذریعہ سے مدد طلب کرو۔ جب تم اس کی صفات پر غور کرو گے تو تم کو اللہ تعالیٰ مل جائے گا۔

(۳) تیسری حکمت اسمیں یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ وراء الوراء ہے۔ دعا میں جوش اسکی صفات کو مدنظر رکھ کر ہی پیدا ہو سکتا ہے۔ بچہ پر کوئی ظلم کرے تو ماں باپ کو دیکھتے ہی اس کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ یا اسے کوئی ضرورت ہو تو ماں باپ کو دیکھتے ہی چلا اٹھتا ہے۔ لیکن وہ بندہ کیا کرے جس کا خدا نہ صرف نظر نہیں آتا۔ بلکہ نظر آنے کے عام معنوں کے رو سے نظر آ ہی نہیں سکتا۔ اس کے لئے تو ایک ہی صورت ہے کہ وہ اس کی صفات کو یاد کر کے اپنے جذبات کو ابھارے۔ پس جب وہ اس کی رحمانیت اور رحیمیت کو یاد کرتا ہے یا اللہ تعالیٰ کے لفظ سے اس کے جامع جمیع کمالات ہونے کی حقیقت ذہن میں آتی ہے تو دل کی سختی یکسر دور ہو جاتی ہے۔ یا سکون کا دامن ہاتھ سے جاتا رہتا ہے۔ پس چونکہ اللہ تعالیٰ کے وجود کو ذہن میں لانے کا عادت انسان کو بذریعہ اسماء الٰہیہ ہی ہے۔ اور انہی کے ذکر سے انسان کے جذبات ابھرتے ہیں۔ اسم کا لفظ بڑھا دیا گیا تا جذبات کو ابھار کر دعا میں جوش پیدا کر دے۔

(۴) اگر باللّٰہ کہا جاتا۔ اس میں صرف اللہ تعالیٰ مخاطب ہو سکتا تھا۔ لیکن اسم کا لفظ بڑھا کر اسمیں ایک نئے معنے پیدا کر دیئے گئے ہیں۔ ان معنوں کو سمجھنے کے لئے اس امر کو بھی لینا چاہیئے کہ قرآن کریم کے مضامین ایک خزانہ ہیں جو ہر ایک کی پہنچ میں نہیں۔ بلکہ اسی کو ملتے ہیں جس کے لئے اجازت دی گئی ہو۔ اس معاملہ میں قرآن کریم دوسری تمام کتابوں سے امتیاز حاصل ہے۔ ہر کتاب کا مضمون غور اور فکر سے سمجھا سکتا ہے۔ اور بالکل ممکن ہے کہ اس کتاب کا ماننے والا اس کا مضمون اچھی طرح سمجھتا ہو۔ لیکن نہ ماننے والا خوب اچھی طرح سمجھتا ہو۔ لیکن قرآن کریم کا یہ معاملہ نہیں ہے۔ کہ جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ (سورۃ واقعہ، آیت ۸۰) اس کتاب کے مضامین عام نگاہوں سے مخفی رکھے گئے ہیں۔ لیکن جو لوگ خدا کے منظور نظر ہوتے ہیں ان کے لئے اس کے مضامین کھولے جاتے ہیں اور آگے اس کے اسرار دنیا پر کھولتے ہیں یہ ایک ایسی صداقت ہے کہ تیرہ سو سال سے کا ثبوت دنیا کو ملتا چلا آتا ہے۔ قرآن کریم کے مطالب صرف صلحاء اور اولیاء پر ہی کھلے ہیں۔ اور جن عبارتوں کو لوگ بے جوڑ اور بے ربط قرار دیتے تھے۔ اللہ نے انہیں ایسے ایسے مطالب پیدا کر کے دنیا کو دکھا دیئے ہیں کہ دنیا دنگ رہ گئی ہے۔ ہمارے موجودہ زمانہ میں بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کے ذریعہ سے پھر ایک دفعہ دنیا نے یہ نظارہ دیکھا ہے۔ یعنی اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق تمام علوم و معارف قرآن کریم سے آپ نے نکال کر دنیا کو محو حیرت کر دیا۔ اور قرآن کریم کی برتری ثابت کر دی ہے۔ پس جبکہ قرآن کریم کے دعوے کے مطابق قرآن کریم کے مطالب ایک خزانہ ہیں جس کو حاصل کرنے کی اسی کو اجازت ملتی ہے جسے اللہ تعالیٰ چنے۔ تو ہمیں یہ بھی ماننا پڑے گا کہ اس کے لئے کوئی پروانہ بھی ہو گا جس کے دکھانے پر محافظ ملائکہ انسان کو اس خزانہ کے قریب ہونے دیتے ہیں۔ وہ پروانہ بِسْمِ اللّٰہِ ہے۔ جس طرح پولیس کسی کے مکان میں بغیر اجازت داخل ہونے لگے تو کہتی ہے کہ بادشاہ کے نام پر ہم ایسا کرتے ہیں۔ اسی طرح وہ بندہ جو شرارتاً نہیں بلکہ فائدہ اٹھانے کے لئے قرآن کریم کی سورتوں کی طرف توجہ کرتا ہے سورۃ کو پڑھنے سے پہلے کہتا ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اسے پڑھتا ہوں۔ یعنی میرا قرآن کریم کی طرف متوجہ ہونا خدا کے حکم اور اس کی فرمانبرداری کے ماتحت ہے۔ اس لئے میرے لئے اس کے معارف کے دروازے کھل جانے چاہئیں۔ کیونکہ میں اجازت سے آرہا ہوں نہ کہ شرارت سے۔ پس جو شخص بسم اللہ کے مفہوم کو سمجھتے ہوئے اور اس کے ماتحت اپنے قلب کی حالت بناتے ہوئے قرآن کریم کی طرف توجہ کرتا ہے اس کے دل کے کان کھل جاتے ہیں۔ اور فہم کی آنکھیں وا ہو جاتی ہیں۔ اور وہ ملائکہ جو مطالب قرآنیہ کی حفاظت کے لئے مقرر ہیں اس خلوص کے مطابق جو بسم اللہ پڑھنے والے کے دل میں ہوتا ہے اس کے دامن آرزو کو گوہر مراد سے بھر دیتے ہیں۔ اور اس طرح لَا يَمَسُّهُ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ کا ارشاد پورا ہوتا رہتا ہے۔

پس اگر اسم کا لفظ نہ بڑھایا جاتا تو یہ اعلیٰ درجہ کا روحانی نکتہ جس کے ذریعہ سے معارف قرآنیہ کے حصول کا طریق بتایا گیا ہے مخفی رہتا۔

(۵) ایک اور لطیف حکمت اس لفظ کے بڑھانے میں یہ ہے جو لوگوں کی نظر سے پوشیدہ رہی ہے اور جس کی وجہ سے لوگوں نے یہ شبہ کیا ہے کہ اسم کا لفظ زائد ہے کہ اس لفظ کے ذریعہ سے ایک پیشگوئی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ یہ پیشگوئی خروج باب ۱۹ و ۲۰ اور استثناء باب ۱۸ میں مذکور ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ کہ بنی اسرائیل کو پاک کر کے سینا کے نیچے اکٹھا کر۔ تاکہ وہ سنیں کہ میں تجھ سے کلام کرتا ہوں۔ پہلے تو وہ پہاڑ کے پاس کھڑے رہیں۔ لیکن جب قرناء کی آواز بہت بلند ہو تو قریب آجائیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب وہاں گئے اور خدا کا کلام نازل ہوا تو ساتھ اس کے بجلی چمکی اور دھواں اٹھا اور گرج ہوئی۔ تو وہ لوگ ڈر کر دور جا کھڑے ہوئے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس واپس گئے تو انہوں نے کہا۔ کہ تو ہی ہم سے بول اور ہم سنیں لیکن خدا ہم سے نہ بولے۔ کہیں ہم مر نہ جائیں۔ حضرت موسیٰؑ نے ان لوگوں سے کہا۔ کہ تم مت ڈرو۔ اس لئے کہ خدا آیا ہے کہ تمہارا امتحان کرے۔ اور تاکہ اس کا خوف تمہارے سامنے ظاہر ہو۔ کہ تم گناہ نہ کرو۔ مگر تب بھی وہ لوگ دور ہی کھڑے رہے۔ اور حضرت موسیٰؑ کالی بدلی کے جس میں خدا تھا نزدیک گیا۔ (خروج باب ۲۰ آیت ۱۹ تا ۲۱)

اس پر حضرت موسیٰؑ نے خدا تعالیٰ سے جا کر عرض کی۔ کہ الٰہی میری قوم تو تیرے پاس آنے سے ڈرتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر وحی ہوئی۔ کہ

"خداوند تیرا خدا تیرے لئے تیرے ہی درمیان سے تیرے ہی بھائیوں میں سے میری مانند ایک نبی برپا کرے گا۔ تم اس کی طرف کان دھریو۔ اس سب کی مانند جو تو نے خداوند اپنے خدا سے حورب میں مجمع کے دن مانگا۔ اور کہا کہ ایسا نہ ہو کہ میں خداوند اپنے خدا کی آواز پھر سنوں۔ اور ایسی شدت کی آگ میں پھر دیکھوں تا کہ میں مر نہ جاؤں۔ اور خداوند نے مجھے کہا۔ کہ انہوں نے جو کچھ کہا سو اچھا کیا۔ میں

عبدالرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے شائع کیا ایڈیٹر غلام نبی